

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چودھوال بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24 جون 2019ء بروز سوموار ببطابق 20 شوال المکرم 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجیحہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	میزانیہ بابت مالی سال 2019-2020ء پر بحثیت مجموعی عام بحث۔	18

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابر خان موتی خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)-----جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی

مورخہ 24 جون 2019ء بروز سوموار بمناسبت 20 شوال المکرم 1440 ہجری، بوقت شام 05:05 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت سردار بارخان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَإِنُّوْا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا طَ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيُوْمٍ
الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّعَابِنِ ط وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفَّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخَلُهُ
جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَالَّذِينَ
كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَبُ النَّارِ خَلِدِينَ فِيهَا ط وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورہ التغابن آیات نمبر ۸ تا ۱۰﴾

ترجمہ: سو ایمان لا و اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس تو رپر جو ہم نے اُتارا اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے۔ جس دن تم کو اکٹھا کر گیا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار جیت کا اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا اُتار دے گا اس پر اس کی بُرا ایساں اور داخل کر گیا اُس کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں ندیاں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی۔ اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلا کیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ ہیں دوزخ والے رہا کریں اسی میں اور بڑی جگہ جا پہنچے۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): میرا کبر آسکانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا نور اللہ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج اور 25 جون کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب دنیش کمار صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر خان صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! ابھی جب ہم آرہے تھے تو ہمارے پرلیس کے ساتھی احتجاج پر تھے انہوں نے ہمیں ایک یادداشت پکڑ لی۔ اور یقیناً اُن سے ہم نے جب بات کی، جس طرح ہم پچھلے 60-70 سالوں سے بلوچستان کے حوالے سے رومنا رہ رہے ہیں۔ تو یقیناً ایک ایسی صورتحال آج ایک دفعہ پھر ہمارے سامنے آئی۔ ایک تو جو ہمارے میڈیا کے houses ہیں۔ وہ بلوچستان کو اس ملک میں شروع سے ایک province سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ ایک معمولی سے واقعہ کو پنجاب اور دوسرے علاقوں میں اٹھا کے اس طرح بڑھا چڑھا کے پیش کرتے ہیں بمقابلہ بلوچستان کے بڑے سے بڑے سانحات کو وہ گھنٹہ تو بہت ہی time ہے منشوں تک بھی coverage نہیں دیتے۔ تو آج 24news جو ایک چینل ہے جس کا پورے بلوچستان میں نیٹ ورک بھی

ہے اور چل بھی رہا ہے انہوں نے اپنے آفس کو بلوجستان میں سرے سے بند ہی کر دیا ہے یعنی وہاں 8 سے 10-15 لوگ روزگار پر تھے، ان پر روزگار کے دروازے بند کر دیئے اُن کو نکال دیا ہے۔ جبکہ چینل چل رہا ہے۔ تو آج اس ایوان کے توسط سے ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ کم از کم 24news channel اپنے ان لوگوں کو روزگار سے نکلا لے اور اگر وہ چینل چلا بھی رہا ہے اور بلوجستان میں اپنا ہاؤس بند بھی ہے تو یہ کوئی جوانہ نہیں بتتا ہے اس کے لیے اور میرے خیال میں ہمارے میدیا کے دوست اس حوالے سے واک آؤٹ بھی کر گئے ہیں۔ تو آپ کی اجازت سے اگر کوئی دوست اُن کے پاس جا کے اُس کو منابھی لیں اور اس کا ایک serious نوٹس لیا جائے۔ کہ بلوجستان کو کوئی ایک province سمجھا نہیں جاتا اس ملک میں۔ شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آغا فضل صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جس طرح ہمارے معزز رکن نے فرمایا کہ آج ہم آتے ہوئے ہمیں انہوں نے ایک کاغذ تھامیا۔ اس سے پہلے بھی اس ہاؤس نے، ہم نے نیشنل میڈیا کے حوالے سے یہ شکایت اور گلہ کرتے رہے ہیں کہ یہ بہت important province ہے ایشیا کے کوریڈور پر ہے۔ آبادی کے لحاظ سے آدھا پاکستان ہے۔ اور یہی پاکستان کا دل ہے 7 سولہ بہارے پاس کوٹل ہے۔ سی پیک کے حوالے سے اس کی اہمیت ہے۔ لیکن اُس کے باوجود عام طور پر بھی اگر دیکھا جائے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب! میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں میں یہ صرف کہہ دوں کہ یہاں سے دو چار بندے چلے جائیں تاکہ میڈیا والوں کو منا کے لے آئیں۔ جی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میری گزارش تو سن لیں تو جناب! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے طارق صاحب! مجھے بات ختم کرنے دیں۔ کہ اس کی اپنی اہمیت ہے اور سی پیک کی وجہ بھی بلوجستان ہے۔ آپ کے اکنا مک زون کی وجہ بھی بلوجستان ہے۔ لیکن بلوجستان کے حوالے سے اگر آپ رات کو tv کو دیکھیں لیں تو شاذ و نادر کبھی کبھی کوئی خبر چلتی ہے۔ ورنہ total blackout ہے۔ تو اس سلسلے میں وہ ہم سے کروڑوں روپیہ کے اشتہارات بھی لے جاتا ہے۔ اور یہ privileges بھی enjoy کرتے ہیں۔ اور یہاں کے تھوڑے بہت لوگ جو روزگار سے منسلک تھے۔ آج پھر 24news والوں نے یہ کمال کر کے دکھایا اس سے پہلے بھی اس اسمبلی میں resolution پاس ہوئی تھی کہ اس قسم کے ناروا سلوک چاہے پر نٹ میڈیا ہو، پر لیں میڈیا ہو، الیکٹرانک میڈیا ہو، نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن آج آنا فاناً اگر یہ بند کر دیا گیا تو ان لوگوں کے منہ کا نوالہ بھی چھن گیا۔ تو آپ کے توسط سے ہم پورے پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا کو یہ گزارش بھی کرتے ہیں اور یہ warn بھی کرتے ہیں اگر اس طرح کا آئندہ بھی سلسلہ چلتا رہا کہ بلوجستان کی

اہمیت کو اس طرح نظر انداز کر کے تینوں صوبوں کے نام آتے ہیں بلوچستان کو انہوں نے کبھی صوبہ ہی نہیں سمجھا۔ یہی سلسلہ اگر چلتا رہا تو یہاں already شروع سے احساس محسوس ہے یہی پسمندگی ہے 70 سال سے ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اور اگر یہی روایہ پر میں اور الیکٹرائیک میڈیا کارہا تو پھر ہم سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شاید یہ صوبہ اس ملک کا حصہ نہیں ہے۔ ورنہ اس رؤس کو ہر level پر تبدیل کرنا ہو گا بلوچستان کی اہمیت کو اُجگر کرنا ہو گا۔ ورنہ یہ جو آپ کی روایت کی ہڈی ہے اکانومی کی وجہ سے یہ پاکستان کا دل ہے۔ اگر اس طرح آپ سمجھیں گے یہ صرف آج کی بات نہیں ہے گزشتہ اگر آپ دیکھ لیں معزز اکیان بیٹھے ہوئے ہیں ان کو پتہ ہے کہ ہمیں کیا اہمیت دی جا رہی ہے جبکہ یہ اہمیت پوری دنیا میں اگر پاکستان کی ہے تو اُس کی وجہ بلوچستان ہے لیکن یہ روایہ مرکز کے حوالے سے اس پر نوٹ لینا چاہئے آپ مرکزی حکومت کا حصہ ہیں یہ آواز ہماری آپ کے through جانی چاہئے اور میں پر میں کے through یہ آواز پورے پاکستان کے میڈیا تک پہنچنا چاہتا ہوں کہ اگر یہی روایہ رہا تو پھر اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ میری اس سے پھر گزارش ہے کہ اگر پاکستان کو متjur رکھنا ہے اس فیڈریشن کو مضبوط رکھنا ہے تو بلوچستان کی جو اہمیت ہے وہ صرف آپ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کو نظر میں نہ رکھیں۔ آپ زمین کے حوالے سے تو دیکھیں تو آدمی پاکستان کی زمین بلوچستان میں ہے۔ اور اہمیت اگر دیکھیں لیں تو یہ بلوچستان کی وجہ سے ہے۔ اگر اس کو محسوں جو 70 سالوں میں نہیں کیا گیا اور اب بھی یہ محسوں نہیں کیا گیا تو اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ میری گزارش ہو گی بلکہ آپ کی طرف سے آپ کے آفس کی طرف سے ایک اپیشل لیٹر انکو جانا چاہئے نیشنل میڈیا کو بھی اور فیڈرل گورنمنٹ کو بھی کہ یہ روایہ آگے شاید نہ چل سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): شکریہ آغا! اچ جو میڈیا میں جو news 24 کے حوالے سے ہوا ہے وہ انتہائی قابلِ افسوسناک ہے اس کو نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہمارے ممبران نے جو باتیں کی ہیں نیشنل میڈیا کے حوالے سے کہ جو بلوچستان کو بہت کم importance دیتے ہیں۔ یہ بالکل اُن کی بات درست ہے بلوچستان پاکستان کا land کے حوالے سے آدھا پاکستان ہے اور انتہائی اہم ہے اس context میں ہم نے جو اور سیکرٹری انفارمیشن وہ لاہور گئے ہوئے ہیں انہوں نے مختلف میڈیا چینلز کے ساتھ میٹنگ کی ہے۔ میں خود جو نیوز کے آفس گیا ہوں۔ آج ٹی وی والوں کے آفس گیا ہوں اور ARY کے بھی آفس گیا ہوں۔ وہاں ہم نے اُن کو یہ بتایا ہے کہ جی گورنمنٹ بلوچستان کا بلوچستان کے لوگوں کا ہم سب کا آپ لوگوں سے گلہ یہ ہے کہ جی ہماری نیوز کو importance نہیں دیتے ہماری اسمبلی کو آپ لوگ importance نہیں دیتے، ہماری حکومت کی

طرف سے جو نیوز آتی ہیں جو بہت ہم ہوتی ہیں کافی میدیا چینلز نے realise بھی کیا ہے۔ اس حوالے سے پنجور میں جب واقعہ ہوا تھا تو وہاں 24 بندے جو بیلہ میں شہید ہوئے تھے روڈ accident میں۔ توجہ نیوز والوں نے چلائی تو فواد چوہدری جو اُس وقت وزیر اطلاعات تھے ان کا Twitter پہلے نمبر پر تھا اور یہ جو اتنا بڑا انسانی الیہ ہوا تھا۔ ان کی نیوز تیسرے نمبر پر تھی۔ تو اس بات پر GDPR نے اُن کو لیٹر لکھا تھا اور اُن ساتھ protest کیا تھا کہ جی ہمارے ساتھ اتنا بڑا انسانی الیہ ہوا ہے المناک واقعہ ہوا ہے اُس پر آپ لوگوں کا رویہ یہ ہے اسکا مطلب ہے کہ آپ بلوچستان کے عوام کو بلوچستان کی حکومت کو بلوچستان صوبے کو اُس طرح اہمیت نہیں دیتے۔ ہماری انسانی جانوں پر بھی بریکنگ نیوز نہیں چلتی ہے بلکہ تیسرے چوتھے پر آ جاتی ہے تو اس حوالے سے، GDPR صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں خوپیمر اکو بھی letter لکھوں گا اور شدید احتجاج کروں گا اُن کے ساتھ اور GDPR صاحب سے کہوں گا کہ آپ چینل کے ساتھ interact کریں اُن سے کہیں کہ بھتی! اگر آپ نے اس طرح آپ نے رویہ درست نہیں کیا تو being government، being Assembly، being being بلوچستان کے لوگ مذکورہ چینل کی blackout کریں گے اور ہم اپنے لوگوں سے کہیں گے کہ جی آپ اس چینل کو نہ دیکھیں۔ thank you very much۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ جی اسد بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر سماجی بہبود): thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب! ایک ایسے صوبے سے ہماری وابستگی ہے۔ سیاست ہم یہاں کرتے ہیں، کاروبار بھی ہم یہاں کرتے ہیں۔ نوکری بھی ہم یہاں کرتے ہیں۔ اسی بلوچستان میں بلوچستان کے ہر مکتبہ فکر سے ہمیں محبت ہے۔ اُن کے مسائل ہمارے ہی مسائل ہیں۔ بلوچستان کو نظر انداز کرنا مرکز کی جانب سے کسی ادارے کی جانب سے کسی چینل کی جانب سے ہم سمجھتے ہیں کہ اس جمہوری دور میں، اس جدید scientific دور میں اس طریقے سے قوموں کا استھصال کرنا کسی صوبے سے نابرابری کی بنیاد پر اُس target کرنا صرف ایک ہی صوبے میں وہاں کی ہر چیز اہم ہے۔ میں نے کئی دفعہ ان چینلوں میں دیکھا ہے وہاں کسی کی اہم کوئی کرکٹ بھی کھیل رہا ہے اُس کی شادی ہے تین سے چار گھنٹے متواتر یہ TV پر چلاتے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں کسی کا اگر چھوٹا سا accident ہو، موڑ سائکل پر، وہ تین چار گھنٹے چلتا رہتا ہے۔ پنجاب میں کسی جگہ ڈیکھتی بھی ہو تو یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ لیکن بلوچستان میں بڑے سے بڑے واقعے ہوتے ہیں اُن کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ہم اس ملک کا حصہ ہیں لیکن اس لیے نہیں کہ بلوچستان کو side پر رکھیں، نظر انداز کیا جائے۔ اُس کے کسی بھی مسائل سے اُن کو کوئی سروکار ہی نہ ہو۔ یہ چینل اگر یہاں بند ہو گیا۔ اگر اس کے معاثی مسائل ہیں، اس حد تک اس کے معاثی

problem ہیں، جو چنانہیں سکتا ہے تو لاکھوں ہزاروں لوگ تو پنجاب میں وہاں اُن کے ملازمین ہیں، سندھ میں، KPK میں۔ یہاں بلوچستان میں مجموعی طور پر اُن کے جتنے بھی ملازم ہیں وہ 40 سے 50 بھی نہیں ہیں۔ اور ان کی تجویز 5 سے 6 لاکھ یا 8 سے 10 لاکھ ہیں۔ ان دس لاکھ کے ملازمین کو نوکری سے نکال کر اپنا چینل ہی بند کرنا، یہ بد نیتی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمیں بتائیں کہ پورا بلوچستان تباہ ہو لیکن لاہور کی رونقیں ختم نہیں ہونی چاہئیں۔ اس کے پی سی ہوٹل کی لائیں بھیں گی نہیں۔ لیکن ہمارے لئے یہ سرز میں، اس کے لوگ، اس کے مزدور، اس کے ملازم سارے ایک عظیم سے عظیم انسان رکھتی ہے۔ ہم اپنی پارٹی پی این پی عوامی کی جانب سے جانب سے بحیثیت ممبر بحیثیت پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جزل اس عمل کو مسترد کرتے ہیں۔ اور وفاقی گورنمنٹ جو بڑے شان کے ساتھ مزدوروں کی بات کرتی ہے۔ اس فلور پر جناب وزیرِ عظم پاکستان سے میری request ہی ہے کہ نوٹس لے لیں اس کے کمپنی کے اس چینل کے مالکان کو بلا کیں اور ہمارے جتنے لوگوں کو نکال دیا گیا ہے ان کو دوبارہ بحال کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جس طرح کہا گیا کہ 24 جونیوز چینل ہے ان کے ورکرز کو نکالا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! ایک غلام کی حیثیت سے جس طرح زندگی کے دیگر شعبوں میں ہمارے ساتھ جو رو یہ رکھا گیا ہے وہ اس ملک کے ایک شہری کا قطعاً نہیں ہے۔ وہ ہم سے جو treat کرتے ہیں وفاق، اسلام آباد، وہ ہمیں ایک اضافی بوجھ بھجتے ہوئے، ایک ایسا بوجھ ایک لحاظ سے وہ کہہ رہے ہیں ”کہ یہ تو ایک اضافی بوجھ ہیں یہ ہمارے غلام ہیں اور غلاموں کیساتھ اس سے زیادہ وہ کوئی طریقہ کرہی نہیں سکتا“۔ جناب اسپیکر! پرلیس کے ساتھ پرلیس کی آزادی کیلئے ایک لمبی تاریخ رہی ہے۔ اس صوبے کے میدیا کی آزادی کیلئے ہم نے جنگیں لڑی ہیں۔ پہلا پرلیس ایک انگریز کے دور 1938ء میں نافذ ہوا۔ خان عبدالصمد خان اچنڈی وہ پہلے شخص تھے جو صحافی بھی تھے وہ ایک اخبار ”استقلال اخبار“ کے مالک بھی تھے۔ انہوں نے اس پرلیس ایکٹ کا نفاذ کیا۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اب جو ہمارے ملازمین ہیں۔ ایک لحاظ سے یہاں آپ کے پاس کوئی فیکٹری ہے ہی نہیں نوجوان فارغ ہوتے ہیں مختلف ڈاکٹر ز فارغ ہوتے ہیں۔ ہیں ان جنگیں ز فارغ ہوتے ہیں ان کیلئے سوائے سرکاری نوکری کے اور کوئی بندوبست نہیں ہے۔ نہ کوئی ایسے کارخانے یہاں موجود ہیں کہ ہمارے نوجوان وہاں کام کر سکیں۔ ہمارے کچھ لوگ اس لی وی چینل کیساتھ جو کچھ ہے کوئی پچاس، ساٹھ کے قریب ہیں یہاں ان کیساتھ مسلک ہیں۔ وہ ان کیساتھ ان کا رو یہ اس طرح ہے آپ نے دیکھا ہے اس ہاؤس سے شاید اگر میں غلط نہ ہوں یہ دوسری تیسری مرتبہ ہے وہ واک آؤٹ کر کے یہاں سے جا رہے

ہیں۔ اور ہم یہاں بتیں کر کے اُن کو واپس بلاتے ہیں۔ ایک ماہ کے بعد پھر دوسرا کوئی ٹی وی چینل جا کر کے اپنے ورکروں کو نکالتا ہے تو یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں حکومت بیٹھی ہوئی ہے۔ حکومت اپنے آپ کو اتنا بے بس بھی ظاہرنہ کرے۔ وہ حکومت اپنے آپ کو کہلاتی ہے وہ کہتے ہیں ”کہ ہم حکومت ہیں“۔ تو یہ حکومت یہ یہ کابینہ جو آئین کے تحت ان کے پاس اختیارات ہیں۔ لیکن جب بھی وہ اُٹھتے ہیں وہ even ہے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ اپنے یور و کریٹس کے خلاف بے بسی کا کل یہاں اظہار کر رہے تھے کہ ہمیں تو اتنا اختیار نہیں ہے کہ ہم اپنی نوکر شاہی کو سنبھال سکیں۔ پھر آپ کے پاس حکومت کرنے کا کیا جواز ہے؟ لہذا ہم بانی کریں آپ اس اسمبلی سے فلور سے اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے اس حوالے سے اپوزیشن آپ کی ساتھ مکمل تعاون بھی کر گی۔ یک آواز ہو کر ان ٹی وی چینل کے ساتھ بات کی جائے کہ کیونکہ آپ نے ہمارے لوگوں کو نکلا ہے؟ ایک دفعہ کہا جاتا ہے کہ یہ آدا ہا پا کستان ہے۔ پتہ نہیں انہوں نے نغمہ بنائے ہیں کہ دل دل پتہ نہیں کیا ہے۔ اب یہ دل دل صرف زبانی بات ہے۔ زبانی کلامی بات ہے لیکن حقیقتاً وہ ہمیں دل سے نہیں مانتے ہیں میں نے پہلے کہا کہ وہ ہمیں غلام کی حیثیت سے رکھنا چاہتے ہیں لہذا ہم اس غلامی کیلئے نہ ہم کسی کے غلام ہیں اور نہ کوئی ہمارا آقا ہے۔ لہذا میں request کروں گا حکومت سے کہ آپ یک آواز ہو کر اس حوالے سے کوئی resolution لا میں تاکہ متفقہ ہاؤس کی ایک متفقہ قرارداد بن کے ہم ان سے مطالہ کر سکیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! میڈیا کے حوالے سے اس مسئلے پر بات ہوئی ہے۔ میں بھی ان میں چند الفاظ کا اضافہ کرنا چاہونگا کہ یہ 24 چینل ہو یا پاکستان کے نیشنل لیول پر دیگر میڈیا ہاؤسنر ہوں۔ فضل آغا صاحب اور باقی دوستوں نے جس طرح کہا کہ بلوچستان کے ساتھ on air جناب جن کو، ان کو pemra ministry ہوتے ہیں کچھ۔ information جب لائنس issue کرتی ہے تو وہ اُس میں باقاعدہ condition ہوتے ہیں کچھ۔ 24Hours میں اگر on air کے حوالے سے ان کا جائزہ لیا جائے تو میرے خیال چوبیں گھنٹوں میں بعض میڈیا ہاؤس تو ایسے ہیں کہ بلوچستان کو شاید وہ ایک منٹ بھی نہ دے پائیں۔ کیا بلوچستان کے مسئلے اتنے اہم نہیں ہیں؟ یا بلوچستان میں سارے مسئلے حل ہو گئے ہیں؟ اور بلوچستان میں کسی مسئلے کو اجاگر کرنے کی ضرورت نہیں رہی ہے؟ غرض کہ بلوچستان کو اہمیت نہ دینا جس طرح کہ باقی اداروں میں اور میڈیا ہاؤسنر کا بھی رو یہ یہی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ میڈیا ہاؤسنر بلوچستان کو زیادہ time دیتے ہیں۔ بلوچستان کے جواہم مسائل ہیں ان کو زیادہ اجاءگر کیا جاتا۔ لیکن اگر خدا نخواستہ یہاں کوئی حادثہ ہوتا ہے تو وہاں حادثے کے حوالے سے بڑی بریکنگ نیوز دیتے ہیں اور مختلف پروگرام

پیش کیے جاتے ہیں لیکن بلوچستان کے اصل مسائل ہیں ان کی طرف کوئی نہیں آتا۔ 24 چینل کا جو جہاں ذکر ہو رہا ہے اب تو حد ہو گئی کہ انہوں نے بلوچستان کو یک سارا پنی list سے ہی نکال دیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ان کو لائنس issue ہوا ہے یہ اس کی بھی خلاف ورزی ہے کسی ملک کے کسی حصے میں آپ اس کو بلیک آؤٹ نہیں کر سکتے جبکہ آپ نے ملکی قوانین کے تحت لائنس حاصل کیا ہے۔ جس سے آپ کرشم اپنے اشتہارات چلاتے ہیں۔ وہاں سے کروڑوں روپے آتے ہیں۔ کوئی میڈیا یا ہاؤس ایسا نہیں جو loss میں جا رہا ہو، اور تو اور جناب! میں اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہوں گا جو علاقائی زبان میں ہیں پیغمرا کو میں یہ request کروں گا کہ جو علاقائی زبان میں ہیں ان کی ثقافت کو، قوموں کو اجاگر کرنے کیلئے اگر کوئی مقامی زبان میں on air کوئی لائنس لینا چاہتا ہے تو انہوں نے اتنے گیوہ قسم کے اتنے مسائل اس کو licence issuing procedure ہے وہ اتنا پیچیدہ بنایا ہے کہ بڑی مشکل سے علاقائی زبان والے چینل ٹی وی پر آ رہے ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا کہ علاقائی زبانوں کو promote کرنے کیلئے ان قوانین کو آسان بنایا جائے تاکہ ملک کے دیگر علاقوں میں اگر کوئی قومی زبان کے حوالے سے چینل لانا چاہتا ہے تو آرام کے ساتھ وہ آسکے اور وہ لائنس حاصل کر سکے۔ تو جناب والا! میں اس اقدام کی اپنی جانب سے پاکستان نیشنل پارٹی کی جانب سے اپنے دوستوں کی جانب سے ہر صورت میں مذمت کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ ہمارے منسٹر انفار میشن انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو اٹھائیں گے اور ان کے انصاف کیلئے آواز اٹھائیں گے جو 24 چینل کے جو ملازمین ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی ملک صاحب۔

ملک سعیدرخان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! میڈیا والے آگئے ہیں، جو ساتھی تھے جن ممبران حضرات نے دونوں سائیڈ سے انتہائی خلوص کیسا تھا اس point کو اٹھایا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ بھی اس میں جو آپ کا role ہے وہ آپ ادا کریں۔ ہمارے منسٹر فائز نے بھی یہی فرمایا کہ وہ اس سلسلے میں سخت letter لکھیں گے۔ ایک دوسری گزارش اس پر تو میں اسی پر اتفاق کروں گا۔ جناب اسپیکر! ہم ہمیشہ یہ گلمہ کرتے ہیں کہ ہماری کارروائی میں چینز میں نہیں آتی۔ اب وہ بھی DSNG's باہر ہیں کہ ان کی تاریں یہاں تک نہیں آ سکتیں۔ پہلے یہ ہوا کرتا تھا کہ وہ اندر اجازت ہوتی تھی۔ بعد میں اس حوالے سے ان کو روکا کہ یہاں کام ہو رہا ہے۔ جناب! کام بھی نہیں ہو رہا ہے۔ تو میری گزارش ہو گئی کہ جو گاڑیاں ہیں Live گاڑیاں پر لیں والوں کی ان کو آپ اسمبلی میں کارروائی کے دن آپ ان کو اجازت دیجئے کہ وہ اندر آنے کی اجازت دیجئے تاکہ یہاں سے Live کارروائی پورے پاکستان میں نشر ہو سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس کو سیکورٹی کی وجہ سے ان لوگوں نے بند کیا ہوا ہے۔ ثناء بھائی! دو منٹ اصغر ترین بات کریں پھر آپ بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: ۱۱۲مِ اللہ الرَّحْمَنُ الرَّحِیْمُ۔ جناب اسپیکر! اس اجلاس سے قبل کہیں اجلاس میں ہمارے صحافی حضرات نے احتجاج کیا ہے اور یہ اسمبلی ہال چھوڑ کر باہر اپنا احتجاج ریکارڈ کر آیا ہے۔ اس میں یہ تھا کہ نیوز چینل میں سے ماکان نے صرف چند افراد کو ملازمت سے فارغ کیا ہے مگر بھی ایک نئی بات دیکھنے میں آ رہی ہے۔ یہ 24 نیوز چینل کوئی بیورو و چیف آفس کو باقاعدہ بند کرنے کا کہا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! میں اس کی پروزور نہ مدت کرتا ہوں، اپنی اور اپنی پارٹی جمعیت کی طرف سے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان پسمندہ علاقہ ہے اور یہاں کے بہت بڑے مسئلے مسائل ہیں جو کہ بد قسمتی سے جو ہمارے نیوز ماکان ہیں، ان کو ترجیح نہیں دی جاتی ان مشکلات کو جو بلوچستان کو درپیش ہیں۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتاؤں اگر پنجاب میں کسی کھائی میں کوئی بھینس گر جاتا ہے۔ تو وہ اس کی Live دکھاتے ہیں کہ ریسکیو 112 آگئی ہے تو اس کو نکالا جا رہا ہے۔ یہاں بڑے سے بڑا واقعہ ہو جائے بڑا حادثہ ہو جائے لیکن بلوچستان کوئی کوتراج نہیں دی جاتی ہے۔ کسی فورم پر بھی کسی حال میں بھی نہیں۔ اگر کوئی بڑا واقعہ ہو جاتا ہے وہ ایک دفعہ دکھانے کے بعد اس پر خاموشی اختیار کی جاتی ہے آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ بلوچستان پسمندہ علاقہ ہے پیروزگاری یہاں بالکل بہت زیادہ ہے۔ جناب اسپیکر! یہ نیوز چینل ماکان کی طرف سے انکنوٹس دینا اور بیورو و چیف آفس کو بند کرنا، یہ عمل میرے خیال سے ہمارے بلوچستان کیلئے اچھا نہیں ہے۔ اس سے وابستہ جو لوگ روزگار کر رہے ہیں وہ پیروزگاری کی طرف جا رہے ہیں۔ میرا مطالبہ صوبائی گورنمنٹ سے یہ ہے کہ یہ وفاقی گورنمنٹ سے رجوع کرے اور جن لوگوں کو نوٹس دیا گیا ہے اس کو فی الفور واپس لیا جائے۔ اگر نوٹس لینے کیلئے تیار نہیں ہیں تو وفاقی حکومت سے رجوع کرے تاکہ پیپرا کو یہ کہہ کے ان کا لائنس کینسل کیا جائے۔ تاکہ یہ سبق باقی کیلئے بھی ہو کہ بھئی اگر ہم لوگوں نے بھی ملازمین کیسا تھا یہ کیا تو ہمارا بھی لائنس کینسل ہو سکتا ہے۔ اب روزانہ احتجاج کرنا صحافی حضرات کا روزانہ یہاں ممبروں کا باہر جانا ان کو منانا اور ان کو یقین دہانی کرنا واپس لے کے آنا پھر ایک ہفتہ دس دن کے بعد پھر ایک اور نیوز چینل کی طرف سے نوٹس دینا میرے خیال سے یہ ہاوس کی بھی تو ہیں ہے آپ کی، ہماری اور صوبائی گورنمنٹ کی بھی تو ہیں ہے۔ صوبائی گورنمنٹ اتنی بے بس نہیں ہے کہ وہ وفاقی گورنمنٹ سے بات نہیں کر سکتی ہے۔ میرا خود یہ ان کو مشورہ ہے جناب ظہور بلیدی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی گورنمنٹ ہے جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ وفاقی گورنمنٹ سے رجوع کرے اور ان تمام تر صحافی حضرات ہیں ان کا ایک مکمل حل نکالا جائے۔ روزانہ احتجاج کرنا یہ مناسب بات نہیں ہے تو آپ

سے گزارش کیجاتی ہے آپ کے تھر و صوبائی گورنمنٹ سے کہ وہ وفاقی گورنمنٹ سے رجوع کرے اور ان کا حل نکالا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر ترین صاحب۔ ثناء صاحب! تھوڑا مختصر کر دیں تاکہ کارروائی کی طرف آجائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم، شکریہ اسپیکر صاحب میں صرف آپ کو update کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن اور حکومتی اراکین اپنے صحافی حضرات کے ساتھ ہم باہر گئے ان کے ساتھ بات چیت کی مذکرات کیے اور انہوں نے اپنا جواحتجاج ختم کیا اور پس آئے ہیں welcome back to Assembly! جناب اسپیکر! میں صرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا آپ کو یاد ہوگا اس اسمبلی میں ہم ہی قرارداد لائے تھے صحافیوں کے جو یہاں wages کے حوالے سے ان کو ملازمتوں سے نکال دینے کے حوالے سے۔ اور ہم نے اس وقت بھی یہی بات کی تھی کہ بلوچستان کی جو جائز توجہ ہے اس کو ملی چاہیے تھی اس کا حق کسی بھی شعبے میں نہیں ملا اس وقت پیغمرا میں جو پاکستان الیکٹریک میڈیا ریگولیٹی اتھارٹی ہے اس میں کوئی 64 سے زیادہ $\frac{1}{6}$ وی چینلز اس وقت رجسٹرڈ ہیں پاکستان میں وہاں انہوں لاٹنسس لیے ہوئے ہیں اس میں صرف بارہ چینلز ہیں وہ بلوچستان میں انہوں نے اپنے یورو آفس کھولے ہیں۔ ویسے پیغمرا کے قوانین کے مطابق ان 64 کے $\frac{1}{6}$ وی چینلز کو بلوچستان میں اپنے یورو آفس کھولنے چاہیے کیونکہ بلوچستان ایک فیڈریٹیک یونٹ ہے بلوچستان کی حیثیت اور یہ پیغمرا کے رولز کے مطابق آپ پورے پاکستان میں اگر operate کرتے ہیں یہ facility اُن کو ملتی ہے کہ آپ اپنے یورو آفس ساری جگہ کھولیں گے۔ ایک تو یہ ہے کہ آج سے نہیں بلکہ گزشتہ دس پندرہ سال سے جب سے پیغمرا بھی ہے پیغمرا اپنایہ جو ہے rule implement نہیں کروایا تھا تو ہم نے ان صحافی بھائیوں کے ساتھ جو انہوں نے احتجاج ختم کیا ہم ان کے ساتھ دو تین یقین دہانیاں ان کو کروائی ہیں۔ ایک یقین دہانی یہی ہے کہ اسپیکر صاحب! آج ہی ایک special letter لکھیں گے خط لکھیں گے followup that resolution جو ہم نے چھلا پاس کیا تھا میرے خیال میں دو تین مہینے پہلے اس کے followup میں ایک letter لکھیں گے پیغمرا کو، کاپی ٹو فیڈرل منسٹر فارانفار میشن، پرانشل گورنمنٹ کو کہ جی یہ جو زیادتی ہے آپ پیغمرا اپنے rules کو implement کروائیں بلوچستان میں جو صرف بارہ آفسز ہیں ان کی جگہ پر جو بھی آفسز یہاں یورو آفس نہیں ہیں جن چینل کے کے دفاتر ہیں وہ بلوچستان میں قائم کیے جائیں اور کوئی میں ان کے یورو دفاتر قائم کئے جائیں نہیں نمبر 2 ہم نے ان کو یقین دہانی کروائی ہے کہ جو بلوچستان میں صحافیوں کے مسائل ہیں generally یہی وی چینل سے ہٹ کر اس پر ہم ایک خصوصی اجلاس طلب کریں گے اور اس میں بلوچستان میں جو صحافیوں کے مسائل ہیں، صحافیوں کے جو مستقبل

کے حوالے سے جوان کے خدشات ہیں وہ اُن سے سین گے اور اس اسمبلی میں ایک اپیشن سیشن ہم بلوچستان میں اس موضوع کے مطابق کریں۔ تیسری بات یہ ہے کہ جناب والا! میں حکومت بلوچستان کو particularly جام صاحب اس وقت تشریف فرمائیں ایک چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ حکومت بلوچستان بھی پیغمبر اکوایک خصوصی خط لکھے جس میں وہ پیغمبر اکے rules کو implement کرنے کی بات کریں۔ اس سے تو ایک یہ ہے کہ بلوچستان کی جو دبی ہوئی آواز ہے بلوچستان کی جو گم گشتہ سی آواز ہے وہ کم از کم ان چینلز کے ذریعے سے باہر پہنچ سکتی ہے۔ تو آپ ایک خط لکھیں گے کہ پیغمبر اپنے rules implement کرے جو چینلز بلوچستان میں آ کر اپنے آفسز بیوروز establish کرتے ہیں they are very welcome ہم اُن دعوت دینے گے ان کو عزت دینے گے ان کو یہاں protection دینے گے۔ لیکن اگر کوئی چینل پاکستان میں پیغمبر اول کے تحت رجسٹر ہے اور وہ بلوچستان میں اپنا بیورو آفس نہیں کھولتا تو حکومت بلوچستان یہ اقدام کرے کہ اس چینل کی نشriat بلوچستان میں بند کر دے اگر وہ بلوچستان کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اپنے 8 ملازم کوئی میں رکھے اپنے کروڑوں اربوں روپے کی کمائی سے، تو کم از کم ہم بلوچستان کے لوگوں کو بھی اس عذاب سے چھڑایا جائے کہ جب وہ ملی وی کے چینلز change کرتے ہیں تو انکو 24 نیوز چینلز نظر نہیں آئیں۔ ہمارے ساتھ اگر وہ اس طرح کا سوتیلا پن ہمارے ساتھ اس طرح جو شہری کا سلوک کرتے ہیں تو یہ پالیسی حکومت بلوچستان کو clearly لینی چاہیے۔ جتنے بھی ہمارے کیبل آپریٹرز ہیں ان کو تاکید کی جانی چاہیے جو بھی چینل بلوچستان میں اپنا آفس establish نہیں کرتا اس کی نشriat بلوچستان میں دیکھنے کی حکومت بلوچستان اجازت نہ دے۔ اس میں اپوزیشن اور حکومت ہم آپ سب کے ساتھ ہیں، thank you، تو اس میں جناب والا! آپ letter بھی لکھیں گے اور قرارداد جو منظور کی ہے اس کے follow up میں letter لکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ثناء بلوج صاحب۔ اسکا بہتر حل بھی میرے خیال یہی ہے۔ جی سردار کھمیر ان صاحب۔ **سردار عبدالرحمٰن کھمیر ان (وزیر خوارک):** ایک اہم نویعت کے مسئلے کی طرف میں اپوزیشن کی توجہ دلا ہوں گا، ثناء! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ہمارے دوستوں نے جے یو آئی کے پی ایس ڈی پی جو 20-2019ء کی ہے اُسکو وہ کوڑ میں لے گئے ہیں تو میں چاہوں گا کہ مہربانی کر کے میں گزارش کروں گا اپنے دوستوں سے کہ تھوڑی سی وہ اس کی وضاحت کر دیں کہ واقعی ایسا کوئی مسئلہ ہے یا کیا ہے اور کس بات پر گئے ہیں؟ kindly ہم چاہیں گے کہ وہ اپنی کیونکہ یہ جو پی ایس ڈی پی تھی ہے یہ صرف ٹریشوری پیچر کی نہیں ہے اس میں ہر حلقے کو ہر ضلع کو جو اُن کی ضروریات تھیں ان کے مطابق اُن کا ازالہ کیا گیا ہے اور پہلی ہماری یہ پی ایس ڈی پی ہے اس حکومت کی پہلا یہ بجٹ تھا تو میں

ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ کسی ڈسٹرکٹ کو کسی بھی حلقوے کو اس میں ignore نہیں کیا گیا ان کی ضروریات ان کے مسائل کو منظر رکھتے ہوئے انشاء اللہ اس میں ہم نے ہماری حکومت نے ترقیاتی حوالے سے اور بیروز گاری کے حوالے سے یہ دوجو ہم چیزیں ہیں اور خاص کر ہم سے سابقہ جب حکومت تھی پچھلے پانچ سال انہوں ایک slogan دیا تھا کہ جی ہیلٹھ ایم جنسی اور ایجوکیشن ایم جنسی، تو وہ ایم جنسی مریضوں کی حد تک تو تھی لیکن اس کا on-ground کوئی وجود نہیں تھا۔ میں یہاں عرض کرتا چلوں کہ ابھی میرے قائد نے ایک sign MoU کیا ہے جس میں آپ کے دُور دراز علاقے، جناب اسپیکر صاحب! جیسے آپ کا علاقہ ہے موسیٰ خیل میرا علاقہ ہے بہت قلیل پیسوں میں وہ کیمروں کے ذریعے سول ہسپتال کراچی کے ساتھ مسلک ہو گا کوئی بچہ بھی ایم جنسی نویعت کا اس میں آتا ہے وہاں بہت کم لاگت میں، اتنی لاگت کہ آپ سوچ نہیں سکتے panel of the doctor وہاں پ بیٹھا ہو گا ایک نرس کھڑی ہو گی وہاں آپ کے ہسپتال میں اور وہ interlink ہو گے وہ ادھر سے جو specialist doctors ہے میٹھے ہو گے وہ مطلب سمجھیں کہ موسیٰ خیل میں پچاس ڈاکٹر زکراچی کے top of the line وہ سمجھیں کہ آپ کے موسیٰ خیل کے ہسپتال میں کھڑے ہو گے۔ ابھی ابھی ہم ادھر سے آرہے ہیں سراجیل آپ مجھے بات کرنے دیں شاء میں نے آپ کی بات میں مداخلت نہیں کی، اس کا بھی ہم نے کیا ہے اس کا بھی انشاء اللہ ہم generating system کر رہے ہیں ہر طریقے سے کچھ ڈونزز ہیں اللہ والے لوگ ہیں جو اس چیز کو کر رہے ہیں اور ہم اپنا حصہ ڈال رہے ہیں یہ ثواب کے کام میں اور انشاء اللہ جنوری 2020ء میں آپ کو practically یہ چیز ملے گی۔ تو میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہ ایک انقلاب ہے، ہم تو پرانے لوگ ہیں ہمیں نہیں پہتہ کہ جدید ٹینکنا لوجی کیا ہوتی ہے یہ نئی نسل شاء جوان ہے یہ چاپے ہمارے ساتھ یہ سارے یہ نصر اللہ کو کچھ نہیں آتا ہے تو فضل آغا بھی میری طرح چھٹ ہے ان کو انشاء اللہ آپ کے door-step پر۔ ایجوکیشن اور ہیلٹھ ایم جنسی یہ ہوتی ہے با توں والی ایم جنسی نہیں ہوتی ہے کہ ایک مرہا ہے اور وہ اس پر ایم جنسی ہے تو ہم کہیں کہ جی نعرے لگائیں تو میری گزارش یہ ہے کہ میرے دوست بھائی میرے پیارے خوبصورت ترین آدمی بیٹھے ہیں یہ ذرا وضاحت کر دیں کہ کیوں بلوچستان کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! کارروائی کی طرف آتے ہیں، دیکھیئے آج کے دن کی کارروائی بحث کی طرف آتے ہیں میرے خیال سے، کس خوشی میں آپ کو ٹائم دوں۔

جناب مٹھا خان کا گڑ (وزیر حکومت امور حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ): ایک منٹ جناب اسپیکر! بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہاں ہاں ضروری ہے دو منٹ بات کریں۔

وزیر محکما امور حیوانات و ڈبیری ڈوپمنٹ: جناب اسپیکر! آج دو بجے خانوزئی اور سپیرہ رانچ روڈ پر میں آرہا تھا پوری روڈ بلاک تھی ایک طرف بھی دوسری طرف بھی بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں ان لوگوں نے ہڑتاں کی تھی۔ اور میرے خیال میں بی ڈی اے کا چیئرمین بھی آیا تھا لیکن انہوں نے اس کو بتایا کہ ہم اس کو ہولیں گے کیونکہ ہماری یہ سپیرہ رانچ روڈ نو سال سے ایسی پڑی ہے پھر میں نے کہا کہ ایک تو جام صاحب نے چالیس کروڑ روپے بھی رکھے ہیں پھر آپ کا کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ٹھیکیدار کام نہیں کرتا ہے پھر میں نے اس کو یکوئی نیست کیا کہ ابھی روڈ کھول دو یا اس میں ہیں لوگ تکلیف میں ہیں انہوں نے کہا کہ آپ نے ہماری بات اسمبلی میں بھی کرنی ہے اور جام صاحب کے ساتھ مجھے ملانا ہے میں نے وعدہ کیا کہ اسمبلی میں بھی کروں گا اور جام صاحب کے ساتھ بھی آپ کو ملاوں گا۔ پھر آکر ٹھیکیدار کے ساتھ بات کی کہ اس کام کا کیا مسئلہ ہے اس نے کہا 2009ء میں یہ کام شروع ہوا ہے ابھی جتنے پیسے آئے ہوئے ہیں میں انہی پیسوں میں کام نہیں کر سکتا کیونکہ مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے تو جام صاحب کچھ کریں گے تو میں کام کروں گا۔ لیکن وہ روڈ انہوں نے ایسی بند کروائی یعنی چھ بجے سے بند تھی دو بجے تک، الحمد للہ ان لوگوں نے ہماری عزت کی اور روڈ کھول دی۔ میں جام صاحب کو بھی یہ request کرتا ہوں آپ کو بھی کرتا ہوں کہ اس کا کچھ بند و بست کرنا ہے ان لوگوں کے لئے، مہربانی السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مٹھا خان صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: یہ روڈ واقعی کئی سالوں سے شروع ہے جب نئی گورنمنٹ بنی اور اس نے منی بجٹ لایا اس بجٹ میں پھر یہ ہوا کہ اسکیم کو سرے سے پی ایس ڈی پی سے نکال دیا پھر جام صاحب کی مہربانی تھی کہ انہوں نے letter لکھا اور با قاعدہ اس روٹ کے لئے مرکز کو سفارش کی کہ چونکہ روڈ شروع ہے اس کو نہیں نکالنا چاہیے لیکن تسلسل کے ساتھ letter بازی ہوتی ہوئی اس پی ایس ڈی پی میں اس کو رکھا گیا ہے اور اس کیلئے پیسے بھی مختص کئے گئے ہیں صوبائی حکومت نے بھی اس کے لئے پیسے مختص کیئے ہیں چونکہ ٹھیکیدار کا بھی مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ میرے ساتھ معابر یہ ہوا ہے کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہم آپ کو میٹریل کا حساب دینے گے ان کا ایک مسئلہ یہ مسئلہ اگر جام صاحب کل فوری طور حل کروادیں تو میرے خیال میں بہت ساری مشکلات جو اس راستے کی وجہ سے ہیں اس پر پورے آپ کے چار پانچ ضلعے بلکہ پنجاب کی تمام ٹرینیک اسی راستے پر آ رہی ہے تو میرے خیال میں یہ پورے علاقے کے لئے ایک مشکل ضرور ہے لیکن جام صاحب! تھوڑی بہت تعاون کی بنیاد پر یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

میرزا بریکی: جناب اسپیکر صرف point of order پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

میرزادبریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ویسے اٹھے ہیں point of order پر۔

میرزادبریکی: بسم اللہ الرحمن الرحيم، جناب اسپیکر صاحب! دو تین دن پہلے پی ایس ڈی پی کے بارے میں جو میں نے سی ایم صاحب سے کہا یہ پی ایس ڈی آپ چیک کریں اس میں واشک کے بارے میں آپ خود study کر کے پھر مجھے اس اسمبلی کے سامنے بتادیں۔ جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان صاحب کا مشکور ہوں کا مشکور ہوں جام صاحب آپ نے اس کا نوٹس لیا ہوا ہے اور مجھے امید ہے انشاء اللہ آپ جیسے لسیلہ اپنے گھر کو دیکھیں اُسی طرح واشک ڈسٹرکٹ کو اس پی ایس ڈی پی میں انشاء اللہ۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! جام صاحب کو ایک اور مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ اور چیف سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہیں آئی جی پولیس صاحب بھی بیٹھے ہیں ہوم منسٹر ضیاء جان بھی بیٹھے ہیں، تیسرا میرا سد اللہ بلوج جان کو کہ پنگور آ کے واشک میں visit کر کے اس ضلع کے بارے میں پھر اسمبلی میں بتادیں کہ واقعی اس میں کام ہوا ہے یا نہیں، یعنی ان سات آٹھ مہینے میں بار بار رو، رو کے میں اسمبلی میں اسی آواز میں بتا رہا ہوں کہ اس میں کام نہیں ہوا ہے سابقہ جو ایم پی اے جو منسٹر ہوا سوائے کرپشن کا کام نہیں ہوا ہے۔ thank you جناب اسپیکر قائد ایوان صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ یونس عزیز زہری صاحب! آپ اگر وضاحت کر دیں سردار نے جو ایک بات کی تھی مختصر الفاظ میں تاکہ پھر بحث پر آ جائیں۔

میرمحمد یوسف عزیز زہری: اگر personally کسی فرد نے کیا ہے تو مجھے نہیں پتہ بہر حال ابھی تک ہم نے کوئی اس طرح فیصلہ نہیں کیا ہے اور ہمارا پارلیمانی گروپ نے کیا ہے نا ہم نے کیا ہے دورسری بات فوری نویعت کی point of order اسی کے ساتھ میں چلا لوں کہ وزیر زراعت صاحب تشریف فرمائیں آج میں نے کوشش کی ان سے بھی رابطہ نہیں ہو سکا اور سیکرٹری ایگر یکچھ صاحب کو میں بارہاں ring کی تو انہوں نے بھی فون اٹھانے کی تکلیف نہیں کی ہمارے ڈسٹرکٹ میں مختلف گھوپوں پر ٹڑی دل کا یہ تم ”لخ“ کہتے ہیں اس کا وہاں حملہ ہوا ہے اور لوگوں کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں تو اس پر کہ ہم منسٹر صاحب سے اور سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ کوئی ٹیم روانہ کر دیں تاکہ ایک طرف تو ہمارا زمینداروں کا معاشری قتل واپڈاولے کر رہے ہیں دوسری طرف لخ ہمارے علاقے میں آئے ہیں ان کو کنٹرول کریں تو اس کے لئے منسٹر صاحب تشریف فرمائیں ان سے گزارش ہے کہ اگر ٹیم روانہ کر دی ہے لیکن کوئی تین بجے تک میں نے وہاں رابطہ کیا تھا کوئی ٹیم وہاں نہیں پہنچی ہے اگر روانہ کیا ہے ٹھیک ہے نہیں تو فوری طور پر ٹیم وہاں روانہ

کر دیں تا کہ یہ کنٹرول ہو جائے اور دوسراے علاقوں میں یہ نہ پھیلیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزی (وزیر راست و کوآ پریزو): جناب اسپیکر صاحب! جس طرح میر صاحب نے بات کی کملنگ، اس کا میرے خیال سے بہت عرصے سے بلوچستان پر attack ہو رہا ہے اور ایران سے یہاں داخل ہو رہے ہیں۔ چاغی میں ہوا تھا چاغی میں بھی ہم نے اپنی ٹیم بھیجی ہے اور خضدار کا یہ بھی پرسوں ہمیں پتہ چل گیا تھا ہوتا اور فیڈرل کی ٹیمیں روانہ ہوتی ہیں اور اس پر قابو پاتے ہیں اور اسپرے کرتے ہیں مختلف طریقے سے کیونکہ اگر یہ کنٹرول میں آتے ہیں تو یہ اپنی گاڑیوں کے ذریعے کرتے ہیں ان کے ساتھ وہ جو بڑی بڑی گاڑیاں ہیں اگر بہت زیادہ بڑھ جائیں تو پھر جہاز کے ذریعے اسپرے ہوتا ہے۔ تو اس پر بھی ہم نے بات کی اور انشاء اللہ خضدار یا آج یا کل پہنچ جائیگا اور یہ جو فیڈرل ہمارا جواگیر کچھر ڈیپارٹمنٹ ہے وہاں سے پوری ٹیم آتی ہے پھر اس کو ہم اپنی تفصیل دیتے ہیں اور تفصیل کے مطابق اس علاقے میں جہاں ان کا خطرہ ہوتا ہے اور attack ہوتا ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لیے یہ اپنے اقدامات کرتے ہیں۔ تو یہ پرسوں بھی آپ کے علاقے خضدار سے فون آیا تھا۔ اور ہم نے ہدایت جاری کی اور انشاء اللہ آج یا کل تک یہ ٹیمیں پہنچ جائیں گی اور اس پر اپنے اسپرے کریں گی اور اس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ بلیدی صاحب! میڈیا کے حوالے سے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! point of order!

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کو ظاہم دیتا ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: سر! مختصر اس پر بولنا چاہتا ہوں سردار صاحب نے پتہ نہیں کس طرح بولا۔ اپنی پی ایس ڈی پی کی بڑی تعریف کی وہ انشاء اللہ آپ کی پی ایس ڈی پی کا پوسٹ مارٹم ہم کر رہے ہیں کہ آپ نے کس طرح کن کن چالاکیوں سے ادھر رکھا ہے وہ انشاء اللہ کل ہم بیان کریں گے آپ فکر نہ کریں۔ دوسرا بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بڑے عالم و فاضل نہیں سمجھتے نہ ہم آس فسخورڈ کے پڑھے ہوئے ہیں ہم یہی اپنے اس کوئٹہ شہر میں پڑھے ہوئے ہیں شاید آپ کا علم ہم سے زیادہ ہے ہم نے کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا ہے انشاء اللہ آپ کی پی ایس ڈی پی کا پوسٹ مارٹم ہم کر رہے ہیں آپ بے غم رہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ بلیدی صاحب! آپ میڈیا کے حوالے سے بات کریں فائل کر دیں تا کہ پھر۔۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): آج جو ہمارے سارے دوستوں نے میدیا کے حوالے سے بات کی اور پوری اسمبلی یک زبان ہو کر جو 24 نیو چینل نے جو ایک حرکت کی ہے اس کی مذمت کی ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ اس کو ہم ایک قرارداد کی شکل میں لائیں اور اس کو منظور کریں اور قرارداد میں ہم یہ لکھیں کہ ناصرف کوئی میں بلکہ بلوچستان کے جتنے بھی بڑے شہر ہیں جس میں خضدار، اور الائی، ٹرڈب، حب، کوئٹہ، تربت اور گوادر ہے ان جگہوں میں بھی جا کر اپنے سب آفیسر کھولیں۔ کیونکہ اب یہ سیکورٹی کا یہ جو issue بنا کروہ تو ایک بہانہ ہے بلوچستان میں الحمد للہ سیکورٹی میں کافی بہتری آئی ہے اب ان کے لیے مسئلے بھی نہیں ہیں تو اگر اس کو ہمارے اپوزیشن دوستوں کی مشاورت کے ساتھ اگر ایک قرارداد کی شکل میں لے آئیں تو زیادہ بہتر ہو گا تاکہ پوری اسمبلی کی آواز بن کر ادھر جا کے پہنچیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ میزانیہ بابت مالی سال 2019-2020ء پر بحثیت مجموعی عام بحث۔

میرضیاء اللہ لانگو صاحب! آپ بحث پر تقریر کا آغاز فرمائیں۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبلی امور): أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے میں حکومت بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کو اس تاریخی بجٹ کو پیش ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جس طرح دوستوں نے بجٹ پر اظہار خیال کیا مجھے بھی پی ایس ڈی پی بک تفصیل سے دیکھنا پڑی۔ تو ہمارے یہی دوست اپوزیشن میں ہیں ان کے وقت انکے علاقے یا یہ جب حکومت میں تھے یا ماضی میں بھی جو حکومت میں رہا ہے اس وقت کو بھی جناب اسپیکر! آپ دیکھ لیں کہ اس حکومت نے جو میگا اسکیمز ہیں پورے بلوچستان کے لوگوں کی ڈسٹرکٹ کے اعتبار سے منصافانہ تقسیم جو ہوتی ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ جس طرح ہمارے ایک دوست زادب صاحب نے اپنے ڈسٹرکٹ کا کہا کہ کچھ نہیں ہے اس کا بھی میں نے تفصیل سے دیکھا اس میں بھی تقریباً کوئی 50 کروڑ کے ڈسٹرکٹ کی بھی اسکیمز پڑی ہوئی ہیں۔ تو یہ بجٹ میں سمجھتا ہوں بلوچستان کے لوگوں کے لیے اور بلوچستان کے مستقبل میں نوجوانوں کے لیے جو اس میں رکھا گیا ہے sport کے حوالے سے دیکھے ہیں ایجوکیشن کے حوالے سے دیکھے ہیں جو ان کو ڈسٹرکٹ وائز تقسیم کیا گیا ہے نہ اس کو کسی ایم پی اے کے کہنے پر نہ کسی ایک خصوص علاقے کے لئے اور قائد ایوان کے اپنے علاقے کو بھی دیکھ لیں اس کا بھی اسی جustrح ہمارے ڈسٹرکٹ میں تقسیم کیا گیا ہے انہوں نے بھی اسی طرح سے پہلے سارے پیسے ایک دو ڈسٹرکٹ میں لگے تھے۔ تو اس میں آپ کو پہنچے گا کہ بالکل ایک متوازن بجٹ بنایا گیا ہے تو اس میں میں اپنی طرف سے یہ تجویز صوبائی حکومت کو ضرور دوں گا کہ میرے اپنے علاقے کے لوگ آئے تھے جام صاحب سے بھی ملے تھے ایک بہت اہم ضروری روڑ ہے جو خالق آباد سے جوہان اور ادھر سے بی بی نانی تک نکل جاتی ہے اگر اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے تو یہ بلوچستان کے جو ہمارے علاقے ہیں ان

کاظمینداری سے واسطہ ہے تو ان کے لیے پنجاب اور سندھ کی مارکیٹوں میں جانا ہوتا ہے تو اس کو بھی اگر شامل کیا جائے تو اس میں میں ان کا بہت مشکوہ ہوں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ ضیاء اللہ نواز صاحب۔ احمد نواز صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اپنے نام سکریٹری کے پاس بھجوادیں۔ جی احمد نواز صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: بلوچستان کا بجٹ مالی سال 2019ء جو پیش ہوا اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ پورے بلوچستان کے عوام اور پورے ملک کے عوام کی نظریں بلوچستان کے بجٹ پر ہیں۔ اس بجٹ میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا اور جو پہلے والا بجٹ تھا اس پر بھی ہماری اس اسمبلی میں مختلف ادوار میں ہمارے دوستوں نے تقاریر کی ہیں، بدقتی سے وہ بجٹ لپیس ہوا اور ہمارا صوبہ ایک دفعہ پھر محرومیوں کی طرف چلا گیا۔ جناب والا! بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے بلوچستان میں رہنے والے ہمارے جتنے بھی اقوام ہیں اس میں اس گلdeste کی طرح ہیں جو اس صوبے کے لیے دن رات اجرت پر کام کرتے ہیں۔ یا کوئی teaching کے شعبے میں یا کوئی official ہو، یا ایسا مزدور ہو۔ ان سب کی نظریں اس بجٹ پر ہے۔ مگر یہ بجٹ جو موجودہ گورنمنٹ نے بنایا ہے اس میں ہم نے عوام و شہری بجٹ کے مترادف اس میں چیزیں دیکھیں۔ اس میں ہم نے وہ نانصافیاں جو ہمارے قائدیوں جو شروع دن سے یہ کہتے ہیں کہ میں بلوچستان کو ایک ایسا بجٹ دے دوں جس میں تمام حلقوں کو برابری کے مطابق بجٹ دے دوں گا۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس پر بھی جس حلقوں پر ہمارے اپوزیشن کے دوست منتخب ہو کر آئے ہیں جو 23 حصے ہیں آپ ان کا بھی بجٹ دیکھیں یا اس side سے جو حکومتی ارکان ہیں آپ ان کا بھی بجٹ دیکھ لیں۔ تو اس میں آپ کو سب کچھ پتہ چل جائے گا۔ ہم تو کہتے تھے کہ چلو اس دفعہ ایک اچھا بجٹ آئے گا جو منصفانہ ہو گا اور تمام حلقوں کو یکسا بجٹ میسر ہو گا۔ مگر جو منتخب نمائندوں کے ساتھ روا رکھا گیا ماضی کی مثالیں تو ہم دیتے رہتے ہیں اس اسمبلی میں مگر آج ماضی والوں کی طرح آپ نے بھی وہی کر کے دکھایا جو اس سے پہلی والی گورنمنٹ نے کی تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذاں شروع ہے دو منٹ تشریف رکھیں۔

(خاموشی۔ اذاں عصر)

میر احمد نواز بلوچ: جناب والا! بلوچستان کو 70 سالوں سے محروم رکھا گیا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کا نام بلوچستان ہے۔ کیوں کہ اس کی جو جغرافیائی اہمیت ہے اس میں عالمی طاقتوں کی نظریں، شروع دن سے بلوچستان کو محروم رکھنا یہاں کے جو بلوچ، پشتون، سندھی، سرا ایسکی یا جتنے بھی اقوام ہزاراہ یا ہمارے پنجابی بھائی جو بھی یہاں رہتے

ہیں ان سب کو مکسر محروم رکھا گیا۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے پڑھے لکھنے نوجوان اس اسمبلی کے گیٹ پر اپنی ڈگریاں جلاتے ہیں۔ کیوں جلاتے ہیں؟ کیوں کہ یہاں industries نہیں ہیں کوئی صنعت نہیں ہے، یہاں mining ہے لیکن mining industry نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس بجٹ میں جو آنے والا بجٹ تھا کہ اس میں ہمارے ان نوجوانوں کو ان ماڈل کو وہ relief ملے گا جو 70 سالوں کی محرومیوں کو دور کرے گا۔ دعوے تو ایکشن کے دوران تو بہت سے کیے گئے جو حکمران پارٹی کی طرف سے تھے۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس بجٹ میں اپنی ان باتوں کی بھی انہوں نے توسعہ نہیں کی۔ جہاں پانی کی ضرورت ہے جہاں بجلی کی ضرورت ہے جہاں گیس کی ضرورت ہے۔ سر! بلوچستان کا مجھی مسئلہ dams کا ہے۔ ان dams سے صوبے کے عوام فائدہ اٹھائیں۔ ایسے علاقوں کو لے لیں تاکہ وہ بارشوں کی پانی پروباں ہماری جو کاریزات ہیں جو خشک ہوئی ہیں جیسے مستونگ کا ایریا جو زرخیز ایریا ہوتا تھا۔ آج اُس کو dams کی ضرورت ہے۔ ہمارے زراعت کے شعبے میں پورا ملک ہمارا ایک زرعی علاقہ ہے جو ہمارے گرین بیلٹ ہے نصیر آباد یا ہمارے دوسرا علاقے ان کے لیے بھی ہم نے دیکھا کہ اس بجٹ میں ایسا کوئی بھی پلان نہیں ہے۔ منظور نظر لوگوں کے لیے تو کچھ ہے مگر جو غریب ہاری ہیں ان کو فائدہ پہنچانا چاہیے وہ چیز ہم نے اس میں نہیں دیکھی۔ اس کے علاوہ صحت آپ دیکھ لیں جو سردار صاحب نے کہا۔ ہاں سردار صاحب! آپ digital گاؤں کے digital کے لیے وہ تعلیم تو پہلے اپنے علاقے میں میسر کرو۔ digital سے آپ وہاں کی concerned-doctor کو تو آپ pay کریں گے مگر پہلے اپنے علاقے میں وہ تعلیم تو لائیں۔ ان لوگوں کو وہ سہولت تو دتا کہ link کی ضرورت نہ ہو بلکہ اس علاقے میں ہی آپ کا وہ ڈاکٹر پیدا ہو جائے اور اپنے علاقے کو فائدہ دیں۔ آپ کے علاقے کے ڈاکٹر تو ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے علاقے میں ڈیوٹی نہیں دیتے۔ تعلیمی انقلاب کا نفرہ تو ہم لگاتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ان 9 میں یہ میں یا جو یہ تعلیمی سال شروع ہوا ہے ابھی تک ہمارے علاقوں میں کتنا بیس نہیں پہنچی ہیں۔ آپ visit کریں آپ اپنے نمائندوں کو بھیجیں پورے بلوچستان میں تعلیمی سال شروع ہے مگر آج تک ایسے سکول ہیں جہاں کتنا بیس نہیں پہنچی ہیں۔ اس بجٹ میں میں نے ایک اسکول کے لیے زمین لی مگر اس اسکول کو اس لیے reject کی گیا کہ وہ بی این پی کا حصہ ہے۔ وہاں صرف بی این پی والوں کے بچہ نہیں پڑھتے وہاں پورے بلوچستان کے بچے پڑھتے ہیں۔ مگر افسوس کے اس PSDP میں اس کو drop کیا گیا۔ اس کے علاوہ پانی، جن علاقوں میں پانی ہے آپ وہاں دوبارہ ٹیوب ویلیں دے رہے ہیں مگر پچھلے ادوار میں کوئی نہیں تقریباً 350 ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں مگر ان کو آج تک active نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ میں ماہی گیری کے لیے

بھی کچھ نہیں ہے۔ کیوں کہ اتنا بڑا ہمارا کوٹل بیٹ ہے اس میں اگر ہم مزید جی ٹیز بنائیں تاکہ اور لوگ آئیں اور اپنے روزمرہ کی یا اپنے ان علاقوں کو ترقی کی طرف لے جائیں۔ اس کے علاوہ بھلی کا خصوصاً، بھلی جب سے بلوچستان میں آئی ہے وہی تاریخ ہیں آج تک واپڈا نے ان کو تبدیل نہیں کیا۔ میرے خیال سے اس معزز ایوان کو بھی ڈینا شرقر اردیا ہوگا۔ کہ آپ بلوچستان میں سب چور ہیں۔ سب بھلی چوری کرتے ہیں۔ لیکن سب بھلی چور نہیں ہیں میرے بھائی۔ جو آپ کے بڑی بڑی فیکٹریز دوسرے صوبوں میں ہیں۔ ہمارے صوبے کی انڈسٹریز کا بھی ratio دیکھ لیں یہاں اتنی بڑی انڈسٹریز نہیں ہیں۔ وہ قصد اہمارے علاقوں کی بھی ولیچ ڈریپ کرتے ہیں۔ بھلی کی مدین تو وہ اپنا پورا بیل لے لیتے ہیں لیکن اگر سمیڈیڈی دی گئی ہے وہ بھی ہمارے عوام سے نکال لیتے ہیں۔ بھلی کی ولیچ کی وجہ سے کروڑوں روپے کے عوام کے نقصانات ہو رہے ہیں۔ وہ بیچارے تو پہلے سے خشک سالی سے متاثر ہوئے ہیں لیکن واپڈا والوں کی وجہ سے دوسرے نقصانات ہوئے۔ روڈوں کی حالت دیکھیں مرکزی شاہراہوں کو دیکھیں وہ چیزیں ہمیں میسر نہیں ہو رہی ہیں جو کہ ایک بنیادی سہولیات ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ کوئی نہ سے کراچی تک دور ویہ روڈ ہو ہمارے کتنے ڈاکٹر زنجیر سراتے ہمارے معزز زین اس روڈ پر ایکسٹنڈنڈوں میں انکی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ ہم vision نہیں رکھتے ہیں ہم step-by-step کر رہی ہے۔ تو خدارا جو ہماری قومی شاہراہ ہیں ان کے لئے ایک اپیشن پیچ ڈکٹ مرکز سے یا صوبے کے لیوں پر جو ہیں اُس ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے صوبوں میں وہاں آپ کو ایسی چیز ہو گئیں گے جو سرکار کی طرف سے ہیں یا کوئی ایسے ہسپتال ہیں تاکہ ایم جنسی میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کریں۔ اس کے علاوہ اس بجٹ میں کچھ اہم ایشوز ہیں۔ ان میں سے ایک جو کہ ہمارے صوبے میں منشیات عام ہو رہی ہیں۔ منشیات کو کنٹرول کرنے کے لئے اس بجٹ میں کیا اقدامات ہونے چاہئیں وہ بھی ہم نے نہیں دیکھے ہیں۔ جیسے کہ کہا گیا کہ کوئی نہ ساڑھے تین سو ٹیوب ویلز ہیں، چیف سیکرٹری اور دیگر سیکرٹریز بیٹھے ہیں سریا بیاد ہمیں علاقے صوبہ کے جتنے ہیں ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں جنہیں منظورِ نظر لوگوں نے قبضہ کیئے ہوئے ہیں۔ خدارا! کوئی پیچ ہوتا کہ وہ میرٹ کے مطابق اگر کوئی پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہے یا کوئی اور سنجیدہ اقدامات کیئے جائیں۔ ایسا کوئی پیچ ہوتا کہ وہ میرٹ کے مطابق اگر کوئی پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہے یا کوئی اور ایجوکش لینا چاہتے ہیں وہ اس بجٹ کے ذریعے ان کو پانچ دس بیس طباہ کو پی ایچ ڈی حکومت کی جانب سے کرانی جائے۔ اس سے پہلے کے بھٹوں میں نئے علاقوں کو اسکیمات میں ترجیح نہیں دی گئی اس بجٹ میں بھی یہی حال ہے۔ پہلے دن ہی سے ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں مداخلت کی جاری ہے ہم ووٹ لیکر کے آئے ہیں ہمارے مخالفین میں نہیں کہنا چاہتا ہوں مگر اس فورم پر کہنا چاہئے کہ اگر آپ ان لوگوں کو وہ پیسے دیں گے وہ وہی پہلے والے

جیسے ہوں گے آپ منتخب نمائندے کے ذریعے یا اُن کے اور عوام کے proposal کو آگے لے جاتے تو ہمیں افسوس نہیں ہوتا۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ احمد نواز صاحب۔ جی میر جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! میں اس فلور پر کم ہی بولتا ہوں۔ میں کم ہی دخل دیتا ہوں کبھی جام صاحب کے پاس جاتا ہوں کبھی شاء اللہ بلوج کی طرف جاتا ہوں۔ مجھے خوشی اس بات کی ہوئی ہے کہ اس دفعہ حکومت بلوچستان اپنا بنایا ہوا بجٹ اور پی ایس ڈی پی دونوں own کر رہی ہے۔ پچھلا آپ کا ضائع ہو گیا پی ایس ڈی پی آپ کے سرکاری الہکاروں نے آپ کا بجٹ پی ایس ڈی پی پروگرام own ہی نہیں کیا۔ شب دروز ایک کیا جام صاحب نے اپنی کابینہ کے ساتھ خاص کابینہ کیسا تھد دوستوں کے ساتھ ہم یاری دوستی میں فون پر بات کرتے تھے۔ اپنے حلقة سے شروع کروں گا 2010ء میں سیالاب آیا، river flood بلوچستان میں آپ لوگ عادی ہیں fast floods پر، mountain floods جو کہ آتے ہیں تباہی کرتے ہوئے نکل جاتے ہیں پھر درستی ہو جاتی ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ میں river-flood آئے توڑی بند کو توڑا گیا۔ رائٹ بینک آف انڈس، لفٹ بینک آف انڈس کو بچایا گیا۔ کیونکہ وہاں سرکاری ادارے بھی تھے اور پچاس لاکھ ایکٹرز میں آباد ہوتی ہے سندھ کی اُس طرف۔ تو انہوں نے پانی کا رُخ بلوچستان کی طرف کر دیا خصوصاً اُس وقت ہم سب جعفر آباد کے ایک ہی ضلع میں تھے۔ پورا بھت پور ڈوب گیا سیلم خان کا حلقة۔ عمر ادھرنیبیں بیٹھا ہوا ہے اُس کا حلقة مکمل طور پر ڈوب گیا۔ جعفر آباد کا حصہ تھا، میرا حلقة مکمل ڈوب گیا پدرہ دن متواتر سیالابی پانی گزرتا گیا، دریائے سندھ کا، محمود خان کی تین چار تحصیلیں ڈوب گئیں نصیر آباد کی۔ میر طارق مگسی کی کوٹ مگسی تحصیل ڈوب گئی انفراسٹرکچر ٹولٹ ختم ہو گیا بلڈنگیں گر گئیں روڑ زتابہ ہو گئیں ایریگیشن سسٹم ٹولٹ تباہ ہو گیا اور جب چیف سیکرٹری اور آئی جی صاحب بیٹھے ہیں۔ مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ جب سیالاب کا پانی آیا ڈی سی کے آفس میں ڈی سی کے آفس کی علامت ہے پاکستان کا جھنڈا۔ ایس پی آفس کی علامت ہے پاکستان کا جھنڈا۔ ادھر کے کمپیوٹر زنجی لوگ اٹھا کے لے گئے۔ جانے والے ان کے اپنے تھا یا پرانے یہ اللہ کو پتہ ہے لیکن جب پانی گزرا تو انکے کمپیوٹر زاور سامان بھی غائب۔ جانیں بچانے کے لئے بھاگ پڑے ڈیرہ مراد جمالی کی طرف کہ پانی سے بچیں۔ ابھی یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ 2012ء میں پھر سیالاب آ گیا انہی علاقوں میں۔ تو ٹولٹ انفراسٹرکچر تباہ ہو گئے۔ تو میں جام صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تو جام صاحب نے مجھے اپیشٹل hearing دی پی ایس ڈی پی بننے کے بعد اور انہوں نے کہا کہ کوئی راستہ بناتے ہیں کہ جو غلطیاں ہو گئی ہیں ان کا ازالہ کرتے ہیں۔ ان کی نیک نیتی سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ غیر منتخب

لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا ہوا ہے افسروں نے بھی فائدے اٹھائے ہوئے ہیں پی ایس ڈی پی کی اسکی میں آگے پیچھے کی ہیں یہ فلور آف دی ہاؤس میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں۔ اور جام صاحب سے گزارش کر رہا ہوں آپ کے ذریعے کہ ایک پارلینمنٹری کمیشن بنایا جائے جو تحقیقات کرے۔ ثناء بلوچ! اس چیز کو نوٹ کریں کہ آج تک این ایف سی ایوارڈ آیا ہے اُنکے پیسے آئے ہیں خرچ کیسے ہوئے ہیں؟ پیسے آگئے یوسف رضا کے زمانے میں وزیر اعظم تھے تیزی سے پیسے آگئے زیادہ پیسے آگئے لیکن وہ خرچ کیسے ہو گئے؟ قلعہ عبداللہ کا مجھے پتہ ہے ایک سو سے زیادہ ٹیوب ویلز ایک ہی حلقة میں لگادیئے گئے وہ اور بات ہے کہ جلدی میں وہ بیڑہ غرق ہو گیا ٹیوب ویل بھی بیٹھ گئے اور پانی بھی بیٹھ گیا۔ یہ میں اشارہ جام صاحب! میں دے رہا ہوں ابھی ہاؤس سمجھیں، اسی طرح ہوا۔ میرے ڈسٹرکٹ میں تین ایم پی ایز تھے سلیم خان، میں اور عمر خان صاحب۔ ہمارے ہسپتا لوں میں صرف ایک ایم پی اے کے برابر کی میڈیسن بھی گئی۔ اور جہاں کرتا دھرتا تو سرکار کے تھے وہاں تین ایم پی ایز سے بھی زیادہ ایک ہسپتال میں بھیج دیئے گئے۔ یہ غیر منصفانہ چیزیں ہیں میں جام صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ چیزیں درست کریں یہ چیزیں درست کرتے جائیں کہ یہ کیوں ایسے ہوئی ہیں کیوں یہ out of control ہیں۔ ہمارہ صوبہ کیوں ترقی نہیں کر پاتا؟ یہ اشارتہ میں جام صاحب کے نوٹس میں لارہا ہوں کہ یہ چیزیں ابھی درست کریں۔ وقت نہیں رہا۔ جام صاحب کے نوٹس میں۔ میرے حلقة کا دوسرا مسئلہ ہے ایریکیشن۔ اس وقت ایک اوستہ محمد شہر ہے ایک سو سے زیادہ ادھر ہاؤ سننگ یونیٹس ہیں، چاول کیلئے، کارخانے، پدرہ ارب کے OD دیتے ہیں Banks، ترقی نہیں ہوتی۔ پھر میں سوچتا ہوں کہ جو کوئی شہر کا حشر ہوا ہے پھر میں سوچتا ہوں ہمارا بھی یہی حشر ہو گا۔ کتنے آپ کے ترقیاتی پکجگر ہیں کہ دھری نظر آ رہے ہیں؟ پھر ہم کہتے ہیں کہ سارا پیسہ لا ہو ر پر خرچ کر دیا گیا لیکن لا ہو ر میں چیزیں نظر آتی ہیں۔ جام صاحب! آپ کے کوئی شہر میں چیزیں نظر نہیں آتی ہیں۔ یہ پیسہ کہ دھر گیا ہے ڈریٹچ کا پیسہ کہ دھر گیا ہے خوبصورتی کا پیسہ کہ دھر گیا ہے چھوٹی گلیاں بڑی کب بن جائیں گی۔ پلازہ بننے جا رہے ہیں چھوٹی چھوٹی گلیوں میں شہری علاقوں میں بھی کمرشل بننے جا رہے ہیں۔ جام صاحب! صالح بھوتانی صاحب اور میں ہم اس استحی میں ہیں کہ ہم اپنی عمریں کھا بیٹھی ہیں اب آپ کے ذمہ، ثناء اور زیرے کے ذمہ آ رہی ہیں اور ہماری بہنوں کی ذمہ آ رہی ہیں بہنوں کی عمریں نہیں بتا سکتا ہوں کیونکہ ان کی عمریں میری سے کم ہیں۔ تو آپ نے اس صوبے کو ٹھیک کرنا ہے۔ سارا دن آپ اسلام آباد کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ ستاون فیصلہ این ایف سی ایوارڈ آپ کے صوبے میں خرچ ہو رہا ہے آپ کے صوبوں میں خرچ ہو رہے ہیں ابھی آپ کی ذمہ داری بڑھتی ہے اپنی چیزوں کو دُرست کریں اور آگے بڑھیں۔ چھوٹے چھوٹے پر چون کے

معاملوں میں ہم پھنسے رہتے ہیں۔ پوسٹنگ ٹرانسفرز میں پھنسے رہتے ہیں۔ گذگور نس کا بیڑہ ہم نے غرق کیا ہے۔ بھئی ایک آفیسر کو آپ لگاتے ہیں اُس کو ڈریٹھ دو سال تو ایک جگہ رہنے دیں، یہ چیزیں ہمیں ڈرست کرنی ہیں۔ آج یہ جام صاحب کے لئے مسئلہ صرف مسئلہ نہیں ہے، ان کے پیشوؤں کے ساتھ بھی یہ مسئلہ تھا اور ہمیں اپنے خلوں سے نکلنا پڑے گا۔ میں تی ایم بنا اپنے علاقے گیا تو ہر چیز میں اپنے علاقے کی سوچتا ہوں۔ میرا علاقہ یہ ہے۔ سریاب سائز ہے چھ لاکھ کے قریب ایکڑ، وہاں زرعی کانج کا کیمپس سلیکٹ کیا میرے اہلکاروں نے جہاں پینے کا پانی نہیں ہے زراعت کی کیا وہ ادھر رسروچ کریں گے ادھر کام کیا کریں گے۔ پینے کا پانی نہیں ہے وہاں زراعت پر کیا رسروچ ہوگی vegetables, fruits پر کیا رسروچ ہوگی۔ اس قسم کے فیصلے جام صاحب تو آپ کے توسط سے انہیں کہتا ہوں کہ انکو اُری کرائیں کیوں کیوں یہ غلط فیصلے ہوئے ہیں جو ابداری لیں۔ کہ وقت آگیا ہے آپ جو ابداری لے لیں ان لوگوں کا جہنوں نے اس قسم کے فیصلے کیئے ہیں۔ صرف اس طرح تو نہیں ہے کہ ہم سارے مارکے بیٹھے ہوں گے کبوتر کی طرح۔ بس میری پی ایس ڈی پی میں اسکیمیں آگئی ہیں بڑی دنیا میں نے حاصل کر لی۔ مجھے پتہ ہے کہ کیسے سیاسی لیڈر کا وفاق کا پیسہ اُس نے لگایا ہے اپنے حلقوں میں صوبے کا لگایا ہے پھر بھی ایکشن ہار گیا۔ سلیکشن کرائیٹریاں نہیں ہونا چاہئے اس سے آگے نکلیں اگر آپ نے اپنی اگلی نسلوں کے لئے کرنا ہے۔ آپ کے اسکو لوں کی بلڈنگ گر رہی ہیں میٹنیس صحیح نہیں ہوتی صرف پُونا پر یڈ ہوتی ہے پُونا اوپر لگادیتے ہیں میں آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ آپ کے ہیئتکوں کا کیا حشر ہے۔ ساتھ ساتھ آپ کے اہلکاروں کی کیا ذمہ داری ہے۔ کیا ڈاکٹر ز ادھر جاتے ہیں کہ کیا ایکوکشن والے ٹیکرزو ہاں جاتے ہیں اپنی تنخوا کو ہلاں کر رہے ہیں۔ ان چیزوں کو کراٹیں جام صاحب! وقت یہ ہے وقت بہت تیزی سے گزر جائے گا ہر وقت وزیر اعلیٰ بننے کا موقع نہیں ملتا۔ ایک دفعہ بنا ائیں چیزیں، بہتر کریں اور لوگ کہیں کہ نہیں ان کے دور میں تبدیلی آئی ہے۔ اللہ نے چاہا ہم نے محنت کرنی ہے۔ جام صاحب! ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اس کو seriously amendment کیثیت حکومت کے اور بلوچستان کے عوام ہونے کی حیثیت سے ہم نے کرنی ہے کہ اس وقت سینٹ میں bill آیا ہوا ہے KPK کے حوالے سے۔ اسلام آباد میں جا کے سینٹر سے آپ کے میں نے نیشنل پارٹی کے پختونخوا کے سینٹر سے اپنی پارٹی والوں کے، پھر اس amendment پر ہم بلوچستان کے سینٹر زاؤس وقت تک شریک نہیں ہوں گے جب تک ہماری جو سفارشات ہیں وہ ان پر عمل نہ کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں میرے جیسا ہر شخص چاہتا ہے کہ این ایف سی ایوارڈ کے مطابق جس طرح ایوارڈ ہوا ہے ہم اپنی سینٹ اس طریقے سے بڑھوانا چاہتے ہیں۔ ایک بات آپ سمجھنے کی کریں۔ نیشنل کو نہیں چھیڑیں وہ بہت تیزی سے shootup کرے گا پنجاب آپ پہنچ نہیں سکیں گے ہاں اب سُنیں، نہیں سُنیں پہلے اصغر! ایک

مرتبہ سنیں پہلے۔ نہیں اس میں ہم یہ کہنے لگے ہیں کہ بلوچستان کی صوبائی سیٹیں یہاں بڑھائیں۔ اُس پر ان کو اعتراض نہیں ہے کیونکہ وہ اسکی زد میں نہیں آ رہے ہیں اس معاملے میں ان کا ذہن بناء ہوا ہے آپ کے سینٹر ز اس پر بالکل اُس کے مطابق ووٹ دینا چاہتے ہیں کہ آپ اکاؤن کے بجائے اُسی ایم پی ایز ہوں۔ اور آپ چھوٹے چھوٹے حلقوں کو سنبھالیں۔ نوکنڈی سے تفتان۔ ایک یونین کو نسل ہوتی تھی ٹولی پانچ ہزار لوگ تھے۔ تو پچاسی میل میں پانچ ہزار لوگ اُن پر آپ نے ڈولپمنٹ کرنی ہے۔ ان چیزوں پر کریں میں جام صاحب سے کہہ دوں گا اس فلور آف دی ہاؤس کے توسط سے کہ ایک اپیشل پارلینمنٹری کمیشن بنادیں ان چیزوں پر forward-looking, visionary کمیشن کیا تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ اور ایک اور کمیشن بھی بنادیں کہ ایڈمنیسٹریٹو چیخراً آپ کیسے لانا چاہتے ہیں آفسروں کی آپ کیسے بڑھے گی وہ کیسے deliverance دیں اور اُن کو آپ سیکورٹی کیا دے رہے ہیں۔ یہ ہو گئے۔ کمیشن، ایک آپ کے ڈولپمنٹ کمیشن میں request کر رہا ہوں اور ایک ایڈمنیسٹریٹو کمیشن ساتھ لیکے چلیں۔ اسلام آباد بھی مجبور ہو گیا اُن سے بات کرنے کیلئے یہ اور بات ہے کہ اُدھر ڈرامہ بازی بہت ہوتی ہے۔ یہ دو چیزیں ضرور کرائیں کہ آپ کا صوبہ آگے بڑھے۔ اور ساتھ ساتھ سی پیک، وہ جو شماں بلوچستان میں سی پیک میں کیا ڈولپمنٹ ہو رہی ہے۔ شماں میں ہمارے پشتون بھائی ہوتے ہیں۔ سینٹرل بلوچستان کوئٹہ in surrounding areas میں کیا ڈولپمنٹ ہو رہی ہے بتائیں؟ سدرن میں سوائے گوادر کے گھما گھمی تو بہت ہے۔ ظہور بلیدی بھی جا کے پر لیں کافرنس کر رہا تھا پھر سیدھا جہاز سے یا road by نکلتا ہے کہ نکلو، آپ کاپی سی سے۔ اور کیا ڈولپمنٹ ہے بتائیں؟ سینٹرل بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے بتائیں؟ میرے حصے میں بلوچستان میں سی پیک میں کیا تبدیلی لائے ہیں بتائیں؟ مجھے کسی نے بتایا کہ 226 تک آپ کے نزدیک سے نہیں گزرنے لگا سی پیک۔ اور گوادر پر بڑے بڑے بیزیز لگے ہوئے ہیں۔ کراچی، لاہور، اسلام آباد، ہاؤ سنگ سوسائٹیز، میں پریشان ہم بلوچستان والے تو نہیں پھنس سکتے یہ اُدھر کراچی، اسلام آباد والے ہاؤ سنگ سوسائٹیز، یہ بڑی عجیب باتیں ہیں ان چیزوں پر ذرہ سوچیں ہمارے ساتھ کیا حشر ہو رہا ہے۔ یہ آفسرز کلاس ہے ان کو بھی visionary process ہونی چاہیے۔ انہوں نے آئئے ہیں۔ ان کے دماغ اگلے 25 سال کیلئے کام کریں اُدھرنہ رُک جائیں، ہاؤ سنگ، ٹرانسفر لینے کیلئے بہتری کی طرف جائیں اور ہم بھی قانون خواابط کے مطابق آگے بڑھیں، کوئی نیکی کر کے جائیں کہ مستقبل میں کہیں گے کہ بہت اچھے لوگ آئے تھے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی میڈم شکلیلہ نوید صاحبہ۔ اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ اصغر خان صاحب! اپوزیشن اور گورنمنٹ سے ایک ایک کر کے بات کر رہے ہیں نا تو اس طریقے سے میں وہ کر رہا ہوں۔ جی کریں۔

محمد اصغر خان اچکزئی: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب اپنے کر! بجٹ پر بعد میں بات کروں گا۔ میں ایک بات کی تھوڑی وضاحت کر لوں جو جام صاحب نے کی۔ یقیناً جناب اپنے کر! اس تجویز کو ہم انہائی خطرناک تجویز سمجھتے ہیں یعنی ایک ایسا علاقہ جو اس ملک میں پچھلے 60 اور 70 سال سے پستا ہوا چلا آ رہا ہے، کس کس ناموں سے یہاں کے لوگوں نے در بدریاں اٹھائی ہیں کس کس ناموں سے یہ لوگ در پدر ہو گئے اور آج بھی وہاں کی صورت حال ہے۔ آج بھی اس ملک میں ہمارے لئے ایک قانون ہے اور ان کے لئے دوسرا قانون ہے۔ آج بھی آپ دیکھ لیں ان کے دو ایم این ایز ہیں وہ بند ہیں ان کے پروڈکشن آرڈرنیں، جبکہ دوسری طرف جو بند ہمارے ایم این ایز ہیں ان کے لئے پروڈکشن آرڈر ہیں یہ بہت سارے سلسلے ہیں اگر اس میں میں جاؤں۔ آج بھی وہاں کر فیو ہے بلکہ سماں نہیں کر فیو ہے۔ تو ایسی صورتحال میں ہم کیوں اس کے علاقے کی ڈولپمنٹ کا ایک نقطہ جو ابھی سامنے آیا ہے جو اس کے منتخب نمائندوں نے پیش کیا ہے تاکہ یہ پچھلے ساٹھ، ستر سال کی محرومیاں ایک حد تک ختم ہو جائیں۔ پھر بھی ختم نہیں ہو سکتیں ایک علاقہ جو 70 سال سے تباہ ہوتا چلا آ رہا ہے تو اس کو آپ 16 کے بجائے 24 ایم پی ایز سے اس کا ازالہ نہیں کر سکتے یا اس کے 18 ایم این ایز کو بڑھا کے 16 تک لیجاں میں اور آپ کہہ دیں کہ یہاں اس کی محرومی ختم ہو جائیگی۔ تو یقیناً بلوچستان کیلئے میرے خیال میں یہ ان کے ماتھے پر ایک داغ رہیگا۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو اس بل سے اس طرح جوڑا کہ اگر فاتا کیلئے پشتونخوا کیلئے ان کی سیٹیں بڑھائی جائیں گی اور ہم اس میں اس وقت تک نہیں دینے گے جب تک ہماری بڑھائی نہ جائیں۔ بیشک اس کے بعد ہم پورا بلوچستان یہاں سے قرارداد کیوں نہ پاس کر دیں کہ بلوچستان بھی احساس محرومی کا شکار ہے، بلوچستان کے بھی مسئلے مسائل دوسروں کی بہبود بہت زیادہ ہیں۔ ایک منتفقہ قرارداد جو اس ایوان سے ہو جس میں نیشنل اسمبلی کی سیٹیں بھی زیادہ کرنے کی سفارش ہو، جس میں صوبائی اسمبلی کی سیٹیں بھی زیادہ کرنے کی سفارش ہو۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں جناب اپنے! انتخابات کا اعلان ہوا ہے انتخابات ہونے نہیں دیے جا رہے ہیں، کبھی امن و امان کے حوالے سے 20 دن پیچھے لے جاتے ہیں، کبھی کس نام سے پیچھے لے جاتے ہیں، ابھی ایک بل جو متفقہ طور پر نیشنل اسمبلی سے پاس بھی ہوا ہے آج سینٹ میں اس کو پاس ہونے نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کیم کو ہم سمجھتے ہیں کم از کم اتنا سیدھا سادہ اور آسان سامسئلہ نہیں ہے جس طرح جمالی صاحب نے بیان کیا۔ تو یقیناً میں کہتا ہوں کہ ہمارے ماتھے پر داغ رہیگا۔ اگر ہم نے اس در پدر علاقے کے ساتھ اپنے اس طرح کے سوال کو نتھی کر کے اس کو روکنے کی کوشش کی۔ دوسری بات جناب اپنے! بجٹ کے حوالے سے یقیناً ہم انسان ہیں۔۔۔ (مداخلت) میرے بعد بات کر لیں جمالی صاحب۔ داغ رہیگا جمالی صاحب! یہ سونپا گیا کام ہے۔۔۔ (مداخلت) اس کے پروڈکشن آرڈر کے حوالے سے تو آپ نے بات کی۔ جبکہ اس کی تھوڑی بہت

ڈولپمنٹ کے حوالے سے بات کی۔ تو جناب اسپیکر! جہاں تک بجٹ کی بات ہے یقیناً یہاں پر بجٹ پر ہمارے اپوزیشن کے ساتھی بات کریں گے جس طرح ہمارے ایک بھائی نے کہا کہ ہم پوسٹ مارٹم کریں گے۔ میں ایک مختصر سے الفاظ میں کچھ مثالیں دونگا۔ میں ابھی بھی کہتا ہوں میں ایک مثال دے دیتا ہوں کہ ہماری حکومت نے 60 کروڑ روپے کی ایک ایکم پیشین کیلئے گریڈ ایشن کے حوالے سے رکھے ہیں جو پورا پیشین اپوزیشن کے حلقوں سے ہے۔ لیکن پچھلے پانچ سال جناب اسپیکر! زمرک خان بیٹھے ہیں میرے خیال میں پانچ سال میں اس 20 کروڑ روپے نہیں دیئے گئے ہوں۔ اور اسی طرح پچھلے پانچ سال میں اُس وقت جمیعت علماء اسلام کے ایم پی ایز جو سات یا آٹھ یا جتنے بھی ہمارے اُس وقت کے اپوزیشن کے ارکان تھے سب کو ملا کے میرے خیال میں ہمارے اس وقت پیشین کا اُس کو بجٹ نہیں ملا ہوگا۔ یقیناً پھر بھی کوتا ہیاں ہو گئی پھر بھی مسئلے مسائل ہو گلے۔ لیکن اس بجٹ میں جورو زگار کے ذرائع رکھے گئے ہیں، کم از کم ہمارے اپوزیشن کے ساتھی حکومت کو اس بات پر appreciate کر دیں کہ پچھلے پانچ سالوں میں روزگار کے اتنے ذرائع نہیں رکھے گئے جو اس بجٹ میں رکھے گئے۔ جناب اسپیکر! میں ایک بات جب کرتا ہوں تو ہمارے کچھ دوست اس کو کسی اور زاویے میں لیجاتے ہیں میں آج بھی کہتا ہوں کہ آج کے اُس 19 تاریخ کے بجٹ سیشن سے لیکے آج تک جتنا رونما روتے ہم نے اپوزیشن کو دیکھا ہے میں آج بھی کہتا ہوں کہ شناہ بھائی اس کے مقابلے میں اگر 10% بھی آپ وفاق میں اتنا شور مچایتے تو شاید ہم بلوجستان کو اس بجٹ سے دُگنا بجٹ بھی لا کے دے دیتے۔ میں یہ بات بالکل کہتا ہوں۔ کیونکہ آپ کی ایک معمولی سی قوت اور طاقت کے وہ محتاج ہیں، اُس محتاجی کی بنیاد پر آپ اتنا کچھ بلوجستان لاسکتے تھے کہ یعنی بلوج بیلٹ تو کیا پیشون بیلٹ بھی آپ اپنا گھرونڈہ بناسکتے تھے۔ لیکن شاید ہم اس طرح سوچتے ہیں کہ جب ہم اپوزیشن میں ہو گئے تو ہم نے خامنواہ چیز پھاڑ کرنی ہے۔ ہم نے خامنواہ کاغذوں کو پھاڑ دینا ہے۔ جی میں مختصری بات کرتا ہوں پھر آپ اس کے بعد بیشک بات کر لیں۔ خدا گواہ ہے کہ میں حکومت کی بنیاد پر بات نہیں کہوں گا جناب اسپیکر! جو میں اچھا سمجھتا ہوں جس کو میں اس صوبے کیلئے اچھائی سمجھتا ہوں، میں وہ بات کہوں گا۔ میں نے شروع میں بھی کہا ہے کہ یہ بجٹ انسانوں کا بنا یا ہوا بجٹ ہے۔ یہ میزانیہ انسانوں کا بنا دیا گیا میزانیہ ہے یہ تو بہ نعوذ باللہ پروردگار کا نہیں ہے۔ اس میں کوتا ہی اور کسی ہو گئی لیکن ایک بات جس طرح میں نے کہا کہ جس طرح واٹک کے ہمارے دوست نے اُس دن بھی بات کی۔ یعنی آج ضماء بھائی نے کہا میں نے خود نہیں پڑھا ہے۔ یعنی پچاس کروڑ روپے تک اس کا رونما روتے ہوئے ایم پی اے کے حلقے میں بھی گئے۔ یعنی یہ بہت بڑی بات ہے جس طرح میں نے مثال دی کہ یہ زمرک خان اور جمیعت العلماء اسلام کی پچھلی حکومت کے جو دس یا بارہ ایم پی ایز تھے ان سب کا آپ میرے بعد بالکل بات کر لیں۔۔۔ (مداخلت) آپ نے

میرے خیال میں مجھ سے پہلے آپ نے جام صاحب کا شکریہ تک بھی ادا کیا۔ میری تقریر سے پہلے آپ نے شکریہ ادا کیا اپوزیشن کے ہوتے ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم بھی اپنی کافی اسکیموں سے محروم ہو گئے ہیں۔ ہمارے علاقے میں جام صاحب! ایک چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ذاتی طور پر لانا چاہتا ہوں اگر جام صاحب نوٹ کر لیں۔ ہم نے اپنے پرلیس کلب چمن کے تمام ساتھیوں کو آپ کی ساتھ لا کے ملاقات کروائی تھی تو پچھلے بجٹ میں going on کے پیسے بھی اتنے نہیں تھے ایک کروڑ روپے کی رقم تھی تو آپ سے ریکوئیٹ یہ ہے وہ اسکیم ابھی delete ہوئی ہے۔ کیسے ہوئی ہے کس طرح ہوئی ہے، ابھی ہمارے پرلیس کلب چمن کے دوستوں کا خداخواستہ یہ ایک سوچ یہ ہے کہ شاید یہ ایک کروڑ روپے اصغر نے وہاں سے delete کر کے کسی اور استعمال میں ڈالے گئے ہوئے۔ لیکن آپ کو پتہ ہے ہم نے پورے پرلیس والوں کو آپ کے پاس لائے تھے۔ تو اس پر آپ سے request ہے کہ کم از کم ایک یہ مسئلہ ہے جو پرلیس کلب چمن کا ایک کروڑ روپے ongoing میں تھے۔ اسی طرح ہمارے بلوچستان ریزیڈیشن کالج قلعہ عبداللہ میں تھا اس کے حوالے سے یہ ongoing اس سے متعلق صبور صاحب ابھی یہاں تشریف فرمانہیں ہوئے۔ ہمارے ہائی ایجوکیشن کے جو سیکرٹری ہے ان سے بات تک بھی ہوئی تھی کہ کوئی دو کروڑ روپے پچھلے سال رکھے بھی گئے تھے کہ ہم اس کو، یعنی یہاں تک کہ وہاں لوگ ایک انج زین نہیں دیتے ہیں زمرک خان نے ایک قبلیے کے پاس جا کے سوا یکڑیز میں ان سے ڈیپارٹمنٹ کو دلاوابھی دی ہے میرے خیال میں اس کا اٹامپ پیپرس بکھر کر رکھ دیا ہے۔ تو kindly یہ دو جو اہم مسئلے ہیں جو عمومی نوعیت کے ہیں ایک پرلیس کلب آج بھی ہمارے پرلیس کے ساتھی احتجاج پر ہیں۔ ایک ریزیڈیشن کالج قلعہ عبداللہ کے حوالے سے۔ اور اسی طرح ہم نے جتنا بھی یہ بجٹ دیکھا، تو اس بجٹ میں کافی ساری کوتا ہیوں کے باوجود ایک حد تک اپوزیشن کے دوستوں کو بھی نوازا گیا ہے۔ اس طرح نہیں ہے جس طرح پچھلے دور میں ہوا کرتا تھا۔ پچھلی اپوزیشن کو اس ایوان کے نمائندے سمجھتے ہیں جاتے تھے لیکن آج تو کم از کم اگر مجھے کوئی کہہ دیں میں یہ پی ایس ڈی پی بک اٹھا کے میں گناہکتا ہوں کہ یہ اسکیم یہ اسکیم میرے خیال میں بیس یا پچس سے کم تو کوئی بھی نہیں ہوگی۔ کسی کی ابھی پیشیں کی مثال دی 60 کروڑ روپے کا برشور میں ایک گرد اٹیشن ہے، جو ہمارے صدقی صاحب کے حلقے میں آتا ہے۔ اسی طرح اسٹیڈیم ہے اسی طرح قلعہ سیف اللہ میں جس طرح سردار صاحب نے بات کی کہ جے یوائی کا ایک ایم پی اے جا رہا ہے کوڑ میں۔ میں نے پی ایس ڈی پی جب دیکھی تو ہر پانچویں اسکیم قلعہ سیف اللہ کے نام سے آ رہی تھی۔ میں نے کہا کہ یہ جام صاحب سے غلطی ہوئی ہے یا حکومت سے غلطی ہوئی ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ماضی کو اور موجودہ بجٹ کو آپ ایک ساتھ رکھے پھر دیکھیں کہ ماضی میں اپوزیشن کے ساتھ کیا ہوتا رہا اور آج اپوزیشن کس stage پر ہے، تو انہی

الفاظ کے ساتھ ایک آخر میں بھی پھر وہ جمالی صاحب کی اُس بات پر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں کہم از کم ہمارا پر انا پشتو نخواہ، فاتا اور موجودہ پشتو نخواہ اُس علاقے کو جو در بر دی کی انتہاء تک پہنچ چکی ہے اور وہاں اس وقت جو حالات ہیں جناب اسپیکر! ہم تو اکثر ویشنز جب کہتے ہیں ہمارے کچھ ساتھی اُس کا کچھ اور سمجھ لے لیتے ہیں، میں آج بھی کہتا ہوں ہمارا اس علاقے پر حرم کیا جائے، وہاں کی جو اس وقت صورتحال ہے کل خدا نخواستہ ہمیں پچھتا وانا پڑھے کہم کیا کر رہے ہیں اور وہاں ہوا کیا تو کم از کم اُس علاقے کی ڈولپمنٹ کیلئے ہمیں یہاں سے آواز اٹھانی چاہئے، اُس علاقے کے جو MNA's ہیں جو اس وقت جیل میں ہیں اُس کے production order کے لئے ہمیں یہاں سے آواز اٹھانی چاہئے ناں کہ ہم اپنی ڈولپمنٹ کو اُس کے ساتھ نتھی کر کے اُس کی جو تھوڑی بہت ڈولپمنٹ ہو اُس کو بھی روک دیں، شکریہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! point of personal explanation اصغر خان صاحب، وہ میرے بڑے بھائی کی طرح ہیں انہوں نے، چونکہ یہ ہمارا right بتاتا ہے جب انہوں نے اپنی speech میں اس بات کا ذکر کیا کہ بلوچستان نیشنل پارٹی مرکز میں PTI کے ساتھ پاکستان تحریک انصاف کے ساتھ اتحاد میں ہے اور اگر شور شراب جو ہم یہاں کرتے ہیں وہاں کرتے تو بلوچستان کیلئے بہت کچھ حاصل ہوتا۔ جناب والی! ہم شور شراب نہیں کرتے بلکہ ایک سال سے بلوچستان کی واحد اسمبلی ہے جس میں سب سے زیادہ اپوزیشن نے discussion اور futuristic debate introduce کروایا، یہ واحد اسمبلی ہے اگر شور شراب کرتے تو ہم آپ کی تقریر میں بھی ابھی کر سکتے تھے، یہ واحد اپوزیشن ہے جس نے بلوچستان کو 70 سال سے دلدل سے نکالنے کیلئے ایک سال سے آپ کی رہنمائی کی تاکہ جب PSDP یہ PSDP بنے گی اس کے impact کا اثر اور اس کی reflection پورے بلوچستان میں یکساں ہونی چاہیے یہ بات اپوزیشن کا حلقة حکومت کا حلقة ایک کروڑ کی اسکیم دو کروڑ کی اسکیم، پانچ کی، میرے لئے مجھ جیسے، ہمارے لئے بے ایمانی ہے، بلوچستان کی کوئی۔۔۔۔۔ (مدخلت) سردار! ایک منٹ۔ جاہل تھے یا کاہل تھے، یا عالم تھے یا فاضل تھے اس کا ذیل بلوچستان کے عوام آنے والے چار پانچ سال بعد کریں گے، صرف میں اصغر خان صاحب نے کہاں کہ بلوچستان نیشنل پارٹی نے PTI کے ساتھ two sets of agreements sign کئے دو MoUs ہم نے sign کئے ہم حکومت میں شامل ہو سکتے تھے جس طرح آپ حکومت میں شامل ہوئے وزارتیں میں ہیں اسی طرح ہم وزارتیں لے سکتے تھے فیڈرل حکومت میں، ہم کافی مراءات لے سکتے تھے لیکن ہم نے بلوچستان

کے موضوعی اور معروضی حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے دو sets of recommendation اور وہ کہا کہتے ہیں؟ demands اُنکے سامنے رکھے، ایک ہے political，بلوچستان ابھی تک stable، مستحکم صوبہ نہیں ہے، بلوچستان اور اسلام آباد کے مابین اعتماد کی بحالی کا فقدان ہے، اعتماد کا فقدان ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اعتماد کی بحالی کیلئے یہ ضروری ہے کہ بلوچستان نے، ہم نے PTI کے ساتھ یہ sign کیا کہ اُس میں انسانی حقوق کے مسائل شامل ہیں اُس میں missing persons کا مسئلہ شامل ہے، اُس میں بلوچستان کے اور بہت سے معاملات ہیں جو ہماری political sets of demands میں تھے، دوسری ہماری demand تھی جو framework ہم نے اُن کے ساتھ sign کیا ہے وہ تقریباً 22 نکات پر مشتمل ہے اُس میں بلا تفریق ژوب سے لیکر گودرتک، چین سے لیکر نصیر آباد تک، خاران سے لیکر آپ کے خانوzi تک، نہیں ہے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کو صرف کچھ علاقوں سے ووٹ ملے ہیں، ہم اپنے آپ کو بلوچستان کا representative سمجھتے ہیں، ہم نے بلوچستان میں پانی کے مسائل، بلوچستان میں سڑکوں کے مسائل، بلوچستان میں بڑھتی ہوئی یوروزگاری کے مسائل، بلوچستان میں زمینداروں اور بجلی کے مسائل، اس وقت بلوچستان کو درپیش ہیں CPEC کے حوالے سے اُس کے متعلق مسائل جس طرح جان محمد جمالی نے ذکر کیا، بلوچستان کی جو گیس ہے دولت ہے، ریکوڈک ہے share سیندک ہے PPL کے ساتھ معاہدے ہیں، ہم نے بڑا ایک clearly development framework اُنکے ساتھ sign کیا، اور اسی لئے آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج تک مسلسل ہم چیز و پارہ نہیں کرتے، شور شراہ نہیں کرتے لیکن سردار اختر مینگل صاحب ہر فورم پر اس سے متعلق بات کر رہے ہیں۔ آج ہم نے یہ decision تک لیا ہے ہم آزاد یونیورسٹی پر بنیٹھے ہوئے ہیں شروع سے ہی کہ ہم اپوزیشن کے ساتھ بھی جائیں گے جس دن وزیرستان کا مسئلہ ہوا فاتا کا مسئلہ ہوا میرے خیال میں آپ اس بات کی گواہی دیں گے کہ آپ کے خیر پختونخواہ صوبے کا نمائندہ بھی شاید اتنے مدل اور ثابت انداز میں انہوں نے فاتا کی نمائندگی یا سابقہ جو فاتا ہے ابھی موجودہ پختونخواہ کی نمائندگی کی، چنانی سردار اختر مینگل صاحب اور ہماری پارٹی نے کی، ہم مظلوم، مظلوم عوام۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: اسپیکر صاحب! ہم مظلوم اور مظلوم عوام کی آواز ہیں یہ اپوزیشن شکر کرے۔ جس طرح نصر اللہ نے کہا کہ آپ کی PSDP کا پوسٹ مارٹم کریں گے، کل کی جو ہماری speech ہوگی، ہم آئیں گے ہم آپ کو بتائیں گے کہ آپ کا جو نقطہ نظر ہے وہ 70 سال سے جو چل رہا ہے جو جاری بلوچستان میں ڈولپمنٹ کی strategy ہے آپ نے اُسی line پر گئے ہیں صرف آپ نے اپنے کپڑے تھوڑے سے اچھے استری کئے ہے اس

PSDP کے، اسکیوں کے کم کرنے زیادہ کرنے سے نہیں ہم اُسکا آپ کو بتائیں گے آپ نے پروڈکشن سیکٹر میں کیسے بلوچستان کیلئے کچھ نہیں کیا آپ نے لا یوسٹاک میں کچھ نہیں کیا آپ نے فشریز کے سیکٹر میں نہیں کچھ دیا، آپ نے ہیمن ریسورس ڈولپمنٹ سیکٹر میں، کل جب ہماری speech ہو گی ہم آپ کے سامنے پورا پوسٹ مارٹم کر کے رکھیں گے اور پھر آپ کو ہی کہیں گے کہ خُدا را اپنی PSDP پر اپنے development framework پر غور کیجئے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناء بلوج صاحب! یہ یا تیس اپنی speech میں پھر آپ کریں تو بہتر ہے گا۔

جناب شناء اللہ بلوج: thank you جناب اسپیکر صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): اصغر خان صاحب نے جوبات کی۔۔۔ (مداخلت) جوبات صرف اصغر خان صاحب نے نہیں کی یہ بات پورا بلوچستان کا ہر بچہ ہر جوان ہر پیر مرد یہ بات پوچھ رہا ہے کہ آیا آپ لوگ وفاق میں اُن کے ساتھ میٹھے ہوئے ہیں sign MoU کر رہے ہیں اور جو ہمارے دوست شناء بلوج نے point of self explanation پر جوبات کی صرف وہ ہمیں اتنا بتاتے کہ BNP میں گل وفاق میں حکومت میں ہے یا اپوزیشن میں؟ تاکہ پورے بلوچستان کو یہ بات clear ہو جائے کہ انکا stance کیا ہے؟ (مداخلت۔ شور)

جناب شناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House آپ سب تشریف رکھیں۔

جناب شناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! بلوچستان کا، سر انہوں نے میرا نام لیا ہے۔ مجھ سے، زمرک صاحب! انہوں نے میرا نام لیا ہے۔

زمرک خان اچکزئی (وزیر راعut و کوآ پریوو): تقریر ابھی کروں گا پھر بجٹ پر علیحدہ کروں گا۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔ آپ point of order rules کے مطابق اسمبلی چلا گئیں یا میں بھی ایک تقریر ابھی کروں گا پھر دوبارہ بھی کروں گا۔

جناب شناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! آپ نے مجھے فرم دیا please منشہ صاحب سے کہیں کہ میٹھیں۔

وزیر راعut و کوآ پریوو: کوئی اگر کہنا چاہتا ہے اُس کو بھی سن لیں۔

جناب شناء اللہ بلوج: جناب! مجھ سے سوال کیا آپ بیٹھیں جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House.

جناب شناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر صاحب! میں personal explanation دیکھیں اس کا معاملہ

speech سے نہیں ہے زمرک صاحب، اس کا معاملہ ظہور صاحب پارلیمانی سیاست کو اگرچھی طرح صحیح ہے، یہ تو الگ بات ہے بلوچستان کی بدقتی ہے کہ ادھر آزاد بیچھر ہیں نہیں، ادھر بڑی بڑی طاقتیں جو کسی کو نا آزاد رہنے دیتی ہیں نا ادھر راتوں رات جماعتیں بھی بن جاتی ہیں، یہ الگ بات ہے لیکن وفاق میں۔۔۔ (مداخلت) آپ مجھے بات کرنے دیں نا۔۔۔ (مداخلت) اب بات سنیں ناں میری ظہور صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب!

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): لوگوں کے ذہن میں confusion پیدا کیا جاوہ مہربانی اس اسمبلی کے فلور پر بلوچستان پر ایک احسان کریں اور واضح کر دیں کہ آپ حکومت میں ہیں یا اپوزیشن میں؟
جناب شناع اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب!

وزیر خزانہ: اس طرح کی جو بھی والی سیاست ہے اب نہیں چلے گی۔

جناب شناع اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ظہور صاحب کا اگر بلوچستان کے بچے کو پتہ ہے، بلوچستان کے بوڑھے، ماوں، بہنوں بیواویں اور شہداء کے لواحقین کو پتہ ہے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کاموٰف کسی کے سامنے واضح نہ ہو، بلوچستان نیشنل پارٹی آزاد بیچھوں پر اس لئے بیٹھی ہے، اگر بلوچستان کے حوالے سے وفاقی حکومت اگر اپنی پالیسی درست کرتی ہے، ہم اس کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہیں، ہم جمہوری لوگ ہیں، لیکن ہم ایک۔۔۔ (مداخلت)
جناب زمرک صاحب! ایک منٹ کیلئے آپ بیٹھ جائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں ہم اس وقت آزاد بیچھوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آزاد بیچھوں کی اگر معنی نہیں تو اسپیکر صاحب! آپ انکو بتاتے کہ ایک ہوتی ہے اپوزیشن ایک ہوتی ہے حکومت ایک ہوتی ہے آزاد بیچھ جس پر آپ ایک حکومت کو کچھ points دیتے ہیں اگر ان پر عملدرآمد کریں۔ اگر انہوں نے عملدرآمد نہیں کیا جناب والی! ہم اپوزیشن میں جانے کیلئے تیار ہیں ہم عوام میں جانے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن ایک بات بتانا چاہیں گے کہ بلوچستان کے عوام کو یہ بھی پتہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کے حق حاکمیت پر، انکی حکمرانی پر، انکی دولت پر، انکے ووٹ پر کس طرح شبِ خون مارا جاتا ہے اور راتوں رات جماعتیں بنائی جاتی ہیں۔ تو بلوچستان کے عوام اندھے، بہرے نہیں ہیں، بلوچستان کے عوام سب سے زیادہ باشورو اور سیاسی لوگ ہیں تو بلوچستان کے لوگ کی بات نہیں کریں، آپ کہیں کہ مجھے نہیں پتہ ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House. میڈم شکریہ! آپ بات کریں۔

انجینئر زمرک خان اچنری: دو منٹ مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لا لا! آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت - شور) میڈم کو میں نے فلور دیا ہوا ہے۔

وزیر خزانہ: میں نے وہی بات کی جو بلوچستان کا بچہ بچہ پوچھ رہا ہے۔ آزاد بُنگ والا یہ کسی کو قابل قبول نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بھی ہمارا ملک تین کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، کبھی بالاول بھٹو کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ آخر، اپنا قبلہ درست کریں ایک کے ساتھ بیٹھ جائیں تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو پتہ چل جائیں کہ آیا کہ وہ حکومت میں رہ کے ہمارے لئے کچھ لارہے ہیں یا اپوزیشن کے ساتھ desk thumping کر رہے ہیں۔ تو اچھی اور۔۔۔ (مداخلت۔شور) میں آپ کی قدر کرتا ہوں میں نے کوئی جرم نہیں کیا اگر میری بات سے اُنکی دل آزاری ہوئی میں معافی مانگتا ہوں لیکن یہ سوال میرا نہیں تھا یہ سوال پورے بلوچستان کا ہے یہ سوال یہاں سارے ممبران جو بیٹھے ہوئے ہیں سب کے ذہنوں میں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ بلیدی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ: آپ مہربانی کریں بلوچستان پر حم کریں اور اپنی پوزیشن واضح کر دیں آخراً آپ کس کے ساتھ ہیں؟ یہاں بیٹھ کے آپ لوگ PSDP کا حصہ بھی لیجاتے ہیں یہاں بیٹھ کر آپ مراعات بھی لیجاتے ہیں اور اسی وقت بھی آپ تنقید بھی کرتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب، بلیدی صاحب۔

وزیر خزانہ: اس طرح کی سیاست اس طرح کا روایہ مزید نہیں چلے گا۔ مہربانی جناب!۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: ان سب کے mic بند کر دیں۔ تشریف رکھیں۔ میڈم! آپ بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔۔۔ (مداخلت اور شور) آپ لوگ تشریف رکھیں۔ نہیں بیچ میں جمعیت والے کیوں کھڑے ہو گئے؟ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ میڈم! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شکلیل نوید قادری: میں ذرا بجٹ کے حوالے سے میرے points ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

محترمہ شکلیل نوید قادری: بجٹ کے حوالے سے kindly میں کھڑی ہوں۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو میں موقع دوں گا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر خوارک): پچھلے پانچ سال 2013 سے 2018 تک اُنکو advisory تک نہیں دی، اُنکی گورنمنٹ نے دی اُس وقت بھی حق مارا ابھی پھر حق مار رہے ہیں۔ آپ تو ملا ہیں بیٹھیں یا، ہم تو اپوزیشن والے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ سب تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دیتا

ہوں۔ میڈم کے بعد آپ۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: میڈم کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ سب خاموش ہو جائیں۔ میڈم! آپ بات کریں۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! میں اب بزرگ بن گیا ہوں رات کو مجھے بڑے خواب آتے ہیں تو میں نے خواب دیکھا ہے کہ انشاء اللہ۔۔۔ (مداخلت) صبر تو کرو یا تم میرے لئے fit ہوتے ہو تمہارا ساتھی ہوں۔

بیٹھوں۔۔۔ (مداخلت) میں نے کہا کہ میں اپنا خواب بتا دوں میں مداخلت نہیں کر رہا ہوں، خواب بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: floor میڈم کے پاس ہے۔

وزیر خوراک: 2020ء میں بھی BNP اختر مینگل گروپ بھی انشاء اللہ عمران خان کے ساتھ ہو گا۔

محترم شکیل نوید قاضی: thank you اسپیکر صاحب! اور۔۔۔ (مداخلت) نہیں اصل میں آپ خوابوں کی

تعبعیر پر آرہے تھے۔ تو آپ کے ہاں بزرگ بہت زیادہ ہیں وہ آپ کو دو منٹ میں آپ کے خوابوں کی تعبعیر بتا دیں گے۔

don't you worry sir سب سے پہلے میں اپنے قائد سردار اختر جان مینگل کو سلام پیش کرتی ہوں جنہوں نے مجھے زندگی میں یہ ایسا موقع دیا ہے جہاں میری آواز عوام کے لیے بنتی جا رہی ہے۔ مجھے فخر ہے اپنے

قائد پر، جس نے مجھ پر یہ پابندی نہیں لگائی کہ تم نے کس sector کو پیسہ دینا ہے کس district کو دینا ہیں یا کہاں

دینا ہے۔ آپ نے کہا ”فڈر لے لیں“۔ بالکل آپ لوگ اس پر چیخ رہے ہیں، ان پیسوں پر آپ لوگ چیخ رہے ہیں

آپ لوگ؟۔ دیکھیں! ہم BNP ہمارا کافن رہا ہے۔ بالکل مجھے ان لوگوں کی تجویز نہیں چاہیں جو کپڑوں کی طرح

اپنی پارٹیاں بد لیں۔ لے لیں آپ حل斐ہ کہہ رہی ہوں۔ جام کمال صاحب! میری تین اسکیماتیں ہیں میں تینوں آپ

کو دوبارہ دے رہی ہوں۔ لیکن میں اس وقت رونارور رہی ہوں بلوچستان کا، بی این پی کا آپ نام لیتے ہیں

جہاں رمضان بلوج کا بچہ اپنے والد کو ڈھونڈتے ہوئے لاپتہ ہوتا ہے اُس کو لاتیں، گھونسے مار کے دوبارہ چھوڑا جاتا

ہے۔ ساری زندگی کے لیے اُس کی جوانی اُس کی بڑھائی، وہ اچھا انسان بننا چاہتا ہے اُس پر ایک ضرب لگ گیا۔

جناب قائد ایوان ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب! میں آپ سے نہیں کہوں گی آپ پر جو ستر سالوں کا ایک اتنا بڑا بوجھ

آپ کہہ رہے ہیں بچھلے ادوار سے ہوتے ہوئے بلوچستان، بلوچستان نہیں مسلمانستان ہے۔ اس پی ایس ڈی پی سے

میں نہیں سمجھتی کہ ہم بلوچستان کے مسائل حل کر سکتے ہیں، بالکل اور یہ جب تک ہم ایک لائن پر نہیں ہوں۔ اس سے

پہلے بھی ہم کہتے رہے کہ آپ مل کر ایسی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو تمام چیزوں کو لائیں۔ ایک ساتھ مل کر ہم

پلانگ کریں۔ پی لیں ڈی پی تین جگہوں پر بنتی رہی اسکیماتیٹ لئے رہے ہیں چاہیے آپ نکال لیں میری تین

اسکیمات ہیں خدا گواہ ہے میں نکلوادوں گی۔ لیکن کچھ چیزوں کی نشاندہی میں ضرور کرواؤں گی۔ ابھی آپ یہاں، that is simple. میں آپ کو یہاں forestry کی بات کرتی ہوں، میراجن علاقوں سے تعلق ہے، دوبارہ کہوں گی کہ مجھے فخر ہے اپنے قائد پر۔ اس نے کہا کہ آپ جس علاقے سے آپ کو جہاں کے مسائل کا پتہ ہیں اس سے پہلے میں بلوچستان کے لیے زیادہ serve کر پچھی ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کے 15 سال ڈولپمنٹ سیکر میں دیے، میں نے اسکوں بھی کھولے، میں نے BHUs کھولے، میں نے ٹیچرز بھی hire کیئے اور الحمد للہ بہت ایمانداری سے کیے، نہ کوئی political influence مجھ پر آج تک نہیں رہا شاید ان donors کی میں شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ایسا موقع دیا تھا کہ میں نے بلوچستان کی خدمت بہت زیادہ کی ہے۔ جناب جام کمال صاحب! اگر آپ اس PSDP کو دیکھیں گے، میرا simple کیونکہ حلقہ احباب ہے وہاں میرے لوگ میرے جانے والے ڈسٹرکٹ مستوںگ اور ڈسٹرکٹ قلات میں ہیں۔ میں حلفیہ آپ سے کہتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ قلات کی ایک تھیصیل سے نکل کر آپ مجھے یہاں اسکیمات دکھائیں، لتنی اسکیمات ہیں ہیں؟۔۔۔ (مداخلت) میں نے سارا پڑھا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرضیاء صاحب! آپ بیٹھ کر بات نہیں کریں۔

محترمہ شکلیل نوید قادری: ضیاء صاحب! نہیں میں ذاتیات پر نہیں آ رہی ہوں، آپ نہیں سمجھے آپ میرے بھائی ہیں۔ کوئی بھی ہو مستوںگ کی بھی بات کر رہی ہوں۔ آپ بات سنیں، آپ equality کی بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرضیاء صاحب! آپ مداخلت نہ کریں تو اچھا ہو گا۔

محترمہ شکلیل نوید قادری: میں آپ سے غلط نہیں کہہ رہی ہوں، اب میں violations کی بات کر رہی ہوں۔ ابھی یہاں ”دشت نا انگور آک، دشت ناصوف آک، دشت نا آڑوک آباد مری، بندغا آتا خیر اے“۔ water supply schemes بالکل جہاں ضرورت تھی وہاں نہیں دیے گئے ہیں۔ ابھی بھی میں آپ کو identify کر کے دوں جہاں water supply schemes water supply schemes گئے ہیں وہاں بزرگروں کے چار گھروں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ صرف وہاں already چار، چار سو آپ کے لگے ہوئے ہیں، جو دن رات پانی دیتے ہیں۔ میں violations کی بات کر رہی ہوں۔ میں ”شیر ناپ“ کی بات کروں گی، میں ”سرخین“ کی بات کروں گی۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں میں بتاتا ہوں ان کو۔ آپ سب تشریف رکھیں۔

محترمہ شکلیل نوید قادری: اگر یہ اس فور پر کوئی سننے کے موڑ میں نہیں ہیں، صرف میں اتنا کہوں گی جام صاحب! نہیں جام صاحب! ابھی میں کچھ اسکولز کی violation کی بات کروں گی۔ آپ کے اپنے ہی new school

establishment کی جب میں بات کرتی ہوں جو اس notified criteria کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں، آپ اپنی ٹیم بنائیں آپ صرف ان کو چیک کروائیں، آپ GPS coordinates within the five kilometre, if there is no any school new تو وہاں آپ drinking school establishment کر سکتے ہیں۔ BHUs کا یہی criteria ہے آپ کے water violation ہے، ایس اور پیز بنے ہوئے ہیں، سب کی proposed criteria ہوئی ہے مختلف جگہوں پر ہوئی ہے۔ جام صاحب! میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں میں یہ کہہ رہی ہوں میری تین یا چار اسکیمات آپ سب لے لیں لیکن جو notified criterias آپ کی اپنی گورنمنٹ نے بنائے ہیں جن کو آپ follow کرتے ہیں۔ جس پر میں نے تھوڑی سی working کی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں جاتی تو انہوں نے کہا کہ new school establishment upgradation are closed یا جتنی آپ گریڈیشن آئی ہیں، آپ اُس کے criterias کو تو دیکھیں، آپ اُس کی notified criteria جتنے بھی ہیں آپ اُن کو follow کریں۔ میرا آپ سے وعدہ ہے میں آپ سے پورے پانچ سال میں ایک روپیہ آپ سے فنڈ کی demand کروں گی۔ جہاں ضرورت ہے وہاں آپ دیں۔ اگر آپ criteria کو meet کرتے ہیں۔ آپ دیکھ لیں آپ نے دشت میں جتنے دئے ہوئے ہیں۔ وہاں چھ چھ، سات سات already سولہ چھلی حکومتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وہاں آپ کو "شیرناپ" نظر نہیں آیا جہاں اسکول نہیں ہے ہیلٹھ سینٹر نہیں ہے، جہاں کے بچے اسکول نہیں جاتے ہیں، جہاں پینے کا پانی نہیں ہے، لوگ مر رہے ہیں کیا آپ کو سرخین نظر نہیں آتا قلات میں، کیا آپ کو سوراب میں "خیس دُون" یا باقی ہمارے جتنے بھی "شیشہ ڈغاز" وغیرہ نظر نہیں آتے۔ جام صاحب! میری آپ سے صرف یہ request ہے جو بھی ہوا یک دفعہ highlights thoroughly جہاں جہاں میں نے time کیے ہیں آپ کوئی بھی voters کی کہیے نہ میرے voters میں اپنے یہاں سے دو تین لوگوں کو آپ کے پاس لے کر آؤں گی اور میں آپ کو دکھاؤں گی کہ مجھے کہاں ضرورت ہے، ضیاء بھائی سے میں نے چار جگہوں کی request کی کہ یہ نہ میرے voters ہیں اور نہ آپ کے voters ہیں یہ نہایت غریب لوگ ہیں ان کے پاس پینے کا پانی نہیں یہ چار جگہیں ہیں آپ kindly اپنے اُس میں ان کو ڈال دیں۔ دوبارہ میں اس فرم پر بھی کہوں گی کہ ضیاء بھائی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گی اور ان اسکیمات کو میں own کروں گا کہ جہاں ضرورت ہے آپ مجھے دے رہے ہیں۔ یعنی اس حد تک بھی میں گئی ہوں departmental recommend کیے تھے girls کے لیے لیکن آپ

کے وہاں سے departmental بھی ہو گئے لیکن اس part PSDP کا isolation میں نہیں بنے۔ کیا ہمارے علاقوں میں بچیوں کو کھیلنے کا حق نہیں ہے۔ کیا ہم voters میں رہے۔ کیا صرف ہم اس حد تک رہے وہ کسی کے بھی میں نہیں کہوں گی ہے، وہ تو میرا اپنا ایک ذاتی سروے ہے اُن علاقوں کو ان لوگوں کو میں جانتی ہوں ان سے میں جا کے ملی ہوں۔ یہ وہ ضرور تمدن لوگ ہیں جن کو پانی کی ضرورت ہے، اسکوں کی ضرورت ہے، ہستال کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ نہیں ہیں جو آپ کے ووٹرز ہیں یا میرے ووٹرز ہیں۔ میں حلفیہ کہتی ہوں یہ وہ لوگ نہیں ہیں۔ میں آپ کو ابھی بھی دکھانے کے لیے تیار ہوں آپ ساری چیزیں analyse کریں، آپ بیٹھیں اگر اس میں میں غلط ہوں GPS coordinates voluntarilly ہیں میں آپ کو لینے کے لیے تیار ہوں، آپ کی خوشی کی یہ بات ہے کہ آپ نے ساتھ voluntarilly اس پر کام کرنے کے لیے تیار ہوں آپ ٹیم بنائیں۔ آپ کی خوشی کی یہ بات ہے کہ آپ نے shelterless schools ہیں اُن کے لیے آپ نے اپنے فنڈ میں سے شخص کی خوشی کی بات ہے آپ نے کیے ہیں۔ BEP جو construction of schools میں خود رہی ہوں جو بقدر ہر 2 ہزار سے کمی کرپٹ آفیسر نے آپ کے آگے 725 کر دیے۔ پھر بھی اُس نے construction کر کے دیے جو remaining ہیں، آپ نے اس کے فنڈ میں اُس کے لیے ڈالا ہے۔ ایسی چیزیں بالکل میں appreciate کروں گی، نہیں کہ میں کہوں گی کہ وہ غلط ہے۔ لیکن خود جہاں آپ کے coordinators نے آپ کی آنکھوں میں دھول جھونکایا کہیں اور سے اُن کی اسکیمات ہیں kindly اُن کو آپ سختی سے دیکھیں ایسے نہ جانے دیں یہ بلوچستان کا پیسہ ہے یہ بلوچستان کے تمام اقوام کا پیسہ ہے۔ اور یہ ان کے حقوق کا پیسہ ہے۔ اُن کو ضائع ہونے نہ دیں اس کو خدارا یہ پی ایس ڈی پی بنتے رہیں گے۔ پھر اُس کے بعد یہ نہ ہو جب آپ یہاں نہ ہوں اور دوبارہ نہ آپ پر بھی اسی طرح انگلیاں اٹھیں جیسے ہم پچھلے ادوار کی حکومتوں پر اٹھاتے رہے ہیں۔ اپوزیشن کبھی یہ نہیں کہتی کہ ہم نے کبھی ایسا آپ کے لیے time آپ کو نہیں دیا اگر جہاں ہم نے demand کیا ہے اپنے لوگوں کے کیئے ہیں۔ کیوں کہ ہم اتنے عرصے سے اگر جہاں نہیں رہے تو وہاں پچھے غربیب عوام ہیں ایک معدور بچی میرے پاس آئی کہ مجھے ملوائیں میں سو شل ولیفیر کے منظر سے ملوں گی اپنی job کی demand کروں گی خضدار سے یہاں تک آئی تین دن تک اُس کی ملاقات میں نہیں کروائی کیوں کہ میں نے سنا کہ وہ خواتین سے نہیں ملتے۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہ معدور بچی میں اسکو disappoint نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ اُس سے میدم ربابہ کی ملاقات ہوئی اُس کو میدم شاہینہ نے دیکھا کہ وہ بچی کس condition میں خضدار سے یہاں تک آئی اور اُس کے بعد آج میں نے اُس کو گاؤں میں بیٹھا کر دوبارہ رخصت کیا وہ کسی سے ملاقات نہیں

کر سکی۔ خدارا ان چیزوں پر ہم ذرا اپنی نظر رکھیں یہ ساری چیزیں ہماری بنتی جائیں گی۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میدم۔ زیرے صاحب! آپ کو موقع دوں گا۔ اُس پر تو آپ نے بات کر لی۔

جناب محمد بنین خان غلجمی: آپ ابھی بات کر رہے ہیں آپ کو ہر وقت chance کو کسی بات کر رہے ہیں۔ آپ ہر وقت اُس کے اوپر بات کر رہے ہیں۔ (داخلت۔شور) نہیں آپ Chair کو کسی بات کر رہے ہیں آپ بنین خان تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House بنین خان تشریف رکھیں۔

جناب محمد بنین خان غلجمی: نہیں جناب اسپیکر صاحب! ایسے نہیں ہو گا، Chair کی بے عزتی کی لگی ہے۔ آئندہ یہ نہیں کریگا اس طرح کی یہ کیسے بات کی ہے Chair کے لیے نہیں بات سنیں جب تک یہ بات clear نہیں ہو گی کس لیے ایسی بات کی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب محمد بنین خان غلجمی: نہیں آپ واک آؤٹ کر لیں، ہر وقت آپ chance دیتے ہیں ہر وقت ان کو بولنے کے لیے موقع دیتے ہیں اور آکر X بات کرتے ہیں ادھر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں بات کرتا ہوں۔ زیرے صاحب! مختصر کر دیں تاکہ ججت کے حوالے سے بات ہو سکے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں نے اُس مسئلے پر بات نہیں کی۔ جب آپ نے کہا کہ آپ نے بات کی تو میں نے کہا کہ میں نے بات نہیں کی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے فاضل دوست صاحب اپنے

XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX. (داخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House.

جناب نصراللہ خان زیرے: XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX۔ ہم بولیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House. میں بات کرتا ہوں۔ زیرے صاحب! تشریف رکھیں۔ (داخلت) میں بات کرتا ہوں آپ لوگ تشریف رکھیں۔ مٹھا خان صاحب! آپ کیوں کھڑے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ ان کو سن جائیں۔ (داخلت۔شور) XX-

جناب ڈپٹی اسپیکر: دونوں کے مائیک بند کر دیں۔ order in House. آپ تشریف رکھیں بنین خان، زیرے صاحب کے مائیک بند ہیں اسپیکر کے بولنے پر۔

☆ بحکم جناب ڈپٹی اسپیکر X. XXXX. XXXX. XXXX. XXXX. XXXX | غير پارلیمانی الفاظ کا روروائی سے حذف کر دیتے گئے

آپ بھی تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دوں گا بعد میں۔ ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی! آپ تقریر کریں بجٹ کے حوالے سے۔ غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جائیں۔ زیرے صاحب! میں آپ کو میڈم کے بعد موقع دیتا ہوں۔ مبین خان! میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ میڈم! آپ بات کریں بجٹ کے حوالے سے، زیرے صاحب بجٹ سیشن ہے اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ آپ نے دو تین دفعہ بات کی ہے آج بجٹ سیشن ہے ہم نے بجٹ کے حوالے سے بات کرنی ہے آپ بھی تشریف رکھیں۔ میڈم کے بعد پھر آپ کو موقع دیتا ہوں آپ تھوڑی تسلی رکھیں۔ زمرک خان! آپ تشریف رکھیں اس طرح پھر بات سے بات نکلتی ہے۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچنزی (وزیر زراعت و کاؤپریٹوں): میں ایک point of order پر کو رو لز کے مطابق آپ اسمبلی چلا کیں اگر ایک بندہ تین تین دفعہ اٹھتا ہے۔ میں بات نہیں کرنا چاہتا میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک مجرم ہے وہ تین دفعہ اٹھتا ہے یہ میرا مسئلہ تو ان کا مسئلہ ضروری ہے تو ہمارے پاس بھی 50 ضروری مسائل ہیں کہ ہم ان کو بیان کریں یہ بجٹ اجلاس ہے آپ speeches لے لیں۔ اور ہر مجرم جو اپنی بات کرنا چاہتا ہے وہ اپنی speech کے دوران کہیں جو بھی ہوں کا مسئلہ فیڈرل سے ہوں کا مسئلہ provincial سے ہو وہ اپنی بجٹ speech میں وہ بتیں کریں تو اس طرح میں اٹھا مجھے بولنے کی اجازت نہیں دی۔ شاء صاحب نے مجھ پر غصہ کیا بھی یہ ہے کہ بس میں آپ یہی point کہنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے درست فرمایا میں اسی طرح کر رہا ہوں۔ جی۔ میڈم!

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی (پارلیمنٹری سیکرٹری صحت): أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَأَخْلُلْ عَفْلَةً مِنْ لِسَانِي يَقْهُوْا قَوْلِي۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ اس موجودہ صوبائی حکومت کا پہلا سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2019-2018 میں پیش ہو گیا کیفیت یہ ہے اس وقت کہ اپنے بھی خفا ہیں مجھے سے بیگانے بھی ناخوش۔ لیکن اگر یہ بجٹ اچھا ہے براہے یہ بعد کی بات ہے قطع نظر اس کے کہ اگر ہم موجودہ حالت کے تناظر میں اس بجٹ کو دیکھیں اس بجٹ کا بروقت بن جانا اور اس ایوان میں پیش ہو جانا بذات خود ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور اس کا کریڈٹ یقیناً وہ قائد ایوان کو، جناب وزیر خزانہ کو، متعلقہ مکملوں کے آفسروں کو جاتا ہے، جن کی روزو شہ کی محنت اور کاوش کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا۔ بجٹ کے حوالے سے اگر ہم بات کرتے ہیں تو پہلے ہمیں یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ بلوچستان ایک diversity والاصوبہ ہے، چاہے وہ جغرافیائی ہو، معاشی ہو، موسیٰ لحاظ سے ہو، یا ثقافتی ہو، جب تک ہم اس diversity کو تمجیس گے نہیں اس کو recognise نہیں کریں گے دیر پا اور موثر حل کی طرف ہم بڑھ نہیں سکتے۔

This is the time when we need to look for unconventional methods to address our conventional problems.

صوبائی حکومت نے صحت اور تعلیم کے حوالے سے جو اقدامات کئے ہیں بجٹ میں ان کو دیکھیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ دونوں شعبے حکومت کی ترجیحات میں شامل ہیں اس طرح ہیمن ریسورسز ڈولپمنٹ میں اگر دیکھیں۔ تو جو نوجوانوں کے لیے skill enhancement projects کے vocational trainings ہے یا skill manpower کی ضرورت ہوگی اس کے وہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ آنے والے وقت میں ہم industries کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر کوئی بھی صوبہ یا ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ mines and minerals ہیں، food ہے، IT ہے یا سوشل ویلفیر کے شعبے ہیں اور خاص طور پر minorities کے لیے جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ سب قابل ستائش ہیں۔ لیکن یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ کیا یہ اقدامات کافی ہیں؟ صرف budget allocation یا PSDP میں ان سب چیزوں کو شامل کر دینے سے صوبہ ترقی کی راہ پر گام زن ہو گا یا یہاں خوشحالی آئے گی؟ یقیناً نہیں۔ کیونکہ بجٹ پیش کرنا تو صوبائی حکومت کی یا وفاقی حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد اس equation میں ہماری بھی ایک اخلاقی ذمہ داری آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

We need to take the pragmatic decisions in order to put and do what is required in order to put the province on the road of progress.

صرف یہ ہم کہہ دیں کہ جی بجٹ ہو گیا، infrastructure یہ کافی نہیں ہے، ہمیں اپنی محنت بھی کرنی ہوگی۔ 1950 سے لیکر 1970 کا جو دور رہا وہ ہمارے ملک کی ترقی کے لیے بہت سنہرہ اور تھا۔ کیونکہ اس وقت وسائل کی فراہمی نہ ہونے کے باوجود لوگوں نے ایک جذبے، ایک لگن کے ساتھ کام کیا، مل جعل کر کام کیا۔ ان کی سوچ یہ تھی کہ ہمیں ملک کو ترقی دینی ہے اور مضبوط کرنی ہے۔ اس کے لیے بے لوث اور انتحک محنت کی اور یقیناً اس وقت خطے میں ملک کی پہنچ بنائی۔ اور ملک کو ترقی یافتہ بھی بنایا، وہی سوچ ہمیں اس وقت ضرورت ہے صوبے کی ترقی کے لیے اور ملک کی ترقی کے لیے۔ ہم individual basis پر بھی اور collectively بھی ایک سوچ ہمیں اپنی میرا علاقہ change کرنی ہے۔ اور تمام نمبر ان سے میری درخواست ہے کہ بجٹ کے حوالے سے اس وقت ہمیں میرا علاقہ میرا علاقہ میں سے تھوڑا اور ہمارے صوبے والی سوچ اپنائی ہوگی۔ اور اس کے حوالے سے ہمیں اقدامات بھی کرنے ہیں federal level پر اگر ہم دیکھیں تو افواج پاکستان نے از خود اپنے بجٹ میں کٹوتی کی ہے معاشری صورتحال ملک کی پیش نظر یہ ایک بہت قابل تعریف اقدام ہے۔ نہ صرف قابل تعریف ہے بلکہ قابل تقید بھی ہے۔ اور اسی سلسلے

میں ہمارے صوبے کے گریڈ 21 اور 22 کے جو آفیسر ان ہیں انہوں نے بھی اپنے صوبے کی معاشری صورتحال کو بہتر کرنے کے لیے اپنی تشویخوں میں جو اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، وہ بھی یقیناً قابل تعریف ہے۔ اور اسی ضمن میں میں اپنے معزز ارکین سے یہ کہوں گی۔ ہم بھی وہ یہ سوچ اپنا میں promatic decisions لیں۔ اور مقام شکر کو مقام گلہ نہ بنائیں۔ ہمیں صوبے کے لیے جو کرنا ہے اپنی ذاتی حیثیت میں ایک شہری کی حیثیت سے ایک پارلیمنٹریں کی حیثیت سے وہ تمام ذمہ داروں کو ایک احسن طریقے سے پورا کریں۔ جناب اسپیکر!

This is time when when we need to encourage instead of criticism. We should be understanding instead of being judgemental and we need to cooperate instead of competing with each other.

اگر ہم یہ سب نہیں کریں گے تو ہمارا صوبہ ترقی نہیں کر سکتا۔ جس طرح کی صورتحال ہم نے آج دیکھ لی ہے یہی صورتحال ہر دفعہ repeat ہو گا۔ بجٹ پیش ہونے والے دن بھی رو یہ اور ماحول دیکھا۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ یہی وہ رو یہ ہے کہ جو ہمارے عوام تک trickle down ہو گا۔ وہ بھی سب معزز ارکین کے رو یہ کو دیکھ کر وہی صورتحال اور وہی سوچ اپنا میں گے جو یہاں ہم ان کو دیکھائیں گے۔ آخر میں بس میں اتنا کہوں گی کہ یہ وہ وقت ہے جب ہم collective سوچ کو اپنا میں کیونکہ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے اور اجتماعیت کی طرف نہیں جائیں گے تو ہمارا صوبہ ترقی نہیں کر سکے گا اور خدا نخواستہ اگر ایسا ہوا ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ ترقی کی راہ پر گام زن نہیں ہوا تو پھر آپ یقین کر لیں اور جان لیں اچھی طرح کہ ہماری داستان بھی اُنہی کی داستان ہو گی۔ جناب اسپیکر! اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور ہم سب کو کہنے، سننے سے زیادہ عمل کرنے کی اور اپنے صوبے اور ملک کے لئے، اس کی ترقی اور خوشحالی کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (عربی اردو ترجمہ) وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وَاخْرُ دَعْوَةً أَنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میدم! آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ point of order پر مختصر بات کریں تاکہ بجٹ کے حوالے سے بات ہو سکے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی جان جمالی صاحب نے جس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وسطیٰ پختو تشویخ جسے فائٹا کہا جاتا ہے کہ اس کی صوبائی اسمبلی کی سیٹیں یا قومی اسمبلی کی سیٹیں اُس وقت نہ بڑھائی جائیں۔ جب تک ہمارے صوبے کی یہ ایک الگ issue ہے، ہم demand کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کو پتہ ہے وسطیٰ پختو تشویخ افاثا یہ اپنی الگ حیثیت تھی 1935 Act میں بھی وہ الگ status historically، 1935 کا حامل علاقہ تھا۔ ایک

independent علاقہ تھا اور جب اس کو بزور طاقت شامل کیا گیا جس کی ہم نے مخالفت کی۔ آج جب ان کی سیٹیں بڑھائی جا رہی ہیں تو یقیناً ایک اچھا اقدام ہے۔ اور ایک پرائیویٹ ممبر محسن داؤٹ صاحب نے بل کو move کیا تھا قومی اسمبلی میں اب وہ بل سینیٹ میں نہیں آ رہا ہے جو میں سمجھتا ہوں قابلِ مدت ہے۔ محسن داؤٹ صاحب، علی وزیر صاحب mover تھے لیکن بدقتی سے آج ان کے پروڈکشن آرڈر جاری نہیں ہو رہے ہیں۔ میرا مطالبہ ہے تو قومی اسمبلی کے اسپیکر صاحب سے کہ آپ اسپیکر ہیں، آپ کے اندر طاقت ہے۔ آپ کو پارلیمنٹ نے طاقت دی ہے۔ آپ کو آئین نے طاقت دی ہے، جب پنجاب اور سندھ کے ممبران پروڈکشن آرڈر پر آسکتے ہیں۔ تو قومی اسمبلی کے ممبر محسن داؤٹ صاحب اور علی وزیر صاحب کو بھی پروڈکشن آرڈر جاری کیا جائے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ نصر اللہ خان وزیر صاحب۔ جی یونس عزیز زہری صاحب!

میر یونس عزیز زہری: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ بجٹ کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، میں حیران ہوں اُس طرف سامنے بیٹھے ہوئے دوستوں پر جس میں ظہور بلیدی صاحب کے انداز میں اور پارلیمانی لیڈر ANP کے وہ ایک ذمہ دار بندہ ہوتے ہوئے بار بار یہ کہہ رہے ہیں ”کہ جی ہم نے اپوزیشن کو پیسے دیئے“۔ آپ نے ہمیں جو خیرات دی ہے کیا؟ اگر آپ کو وہ خیرات واپس چاہئے، اگر قاعده عبداللہ میں آپ کو یا چن میں چاہئے وہ پیسے، بخدا ہم وہ خیرات ہم آپ کو واپس دینگے۔ تو آپ ہمیں بار بار یہ نہیں کہیں، ہم نے بھی عوام سے ووٹ لیکر آئے ہیں۔ ہم بھی اس فلور پر بیٹھے ہیں ہمیں عوام نے ووٹ دیا ہے آپ کو بھی شاید عوام نے ووٹ دیا ہو، یہ مجھے نہیں پتہ۔ باقی جس طرح کا انداز اپنایا جا رہا ہے بار بار بھی کہہ رہے ہیں۔ یہ باتیں مجھے کہنا نہیں چاہئے اور بجٹ کے حوالے سے جان صاحب نے کچھ باتیں کہیں میں آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کے 65 سے 88 ہو گئے ہیں۔ ممبران کی تعداد 88 ہو گئی ہے۔ کیونکہ بار بار وزیر خزانہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے منصافانہ تقسیم کیئے ہیں۔ وہ منصافانہ تقسیم ایسی ہے کہ 23 بندے ہم اپوزیشن کے ہیں اور ہمارے ساتھ ایک اور ممبر لگا دیا۔ تو اس حساب سے لگایا جائے تو 88 ہو گئے۔ آپ کو بھی مبارک ہواں ہاؤں کو بھی مبارک ہو۔ تو بالکل جام صاحب! مجھے امید بھی یہی ہے آپ سے، آپ بھی کرو گے اور یہی ہو گا۔ اور اب بھی ہم آپ کے شکر گزار ہیں جس طرح آپ نے کیا ہے اور بھی کرنے کے لیے ہم تیار ہیں اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ جو ہمیں خیرات دی ہے یہ اگر آپ واپس لینا چاہتے ہو تو ہم وہ بھی واپس کرنے کے لیے تیار ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! ان کو نہیں دیئے ہیں یہ وہاں کے عوام کیلئے دیئے ہیں۔

میر یونس عزیز زہری: میں بھی کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان کی بات کریں آپ اپوزیشن کی بار بار بات نہ کریں ابھی آپ بھول گئے میرے خیال میں آپ ریکارڈ check کریں آپ نے یہ باتیں کی ہیں کہ ہم نے اپوزیشن کو دی ہے اور اصغر خان اچکنی صاحب نے یہی باتیں کی ہیں کہ اپوزیشن کو دی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ بحث و مباحثہ نہ کریں تو بہتر ہے۔ آپ تشریف رکھیں بلیدی صاحب! زہری صاحب! بات کریں بحث کے حوالے سے۔ جی۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! بحث کے حوالے سے اگر بات کرتے ہیں تو نا انصافی کی بات ہوتی ہے میرے حلقة میں۔ PB-39 میرا حلقة خضدار 2 ہے، اسیں ایک روڈ اگر آپ مجھے دکھادیں کہ یہی ہمیں کہا گیا تھا ظہور صاحب نے خود کہا تھا کہ ”جی ہم provincial PSDP میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کر لیں گے“۔ میرے حلقة میں ایک انچ روڈ مجھے دکھادیں میں اسکو مانتا ہوں۔ پھر میں کہوں گا کہ جی آپ نے برابری کی بنیاد پر دیا ہے۔ دوسری بات ایریکیشن کی ہے، ایریکیشن میں اگر میرے حلقة میں ایک ڈیم نہیں تو ایک خفاقتی بند آپ ہمیں دکھادیں تب میں اسکو مانتا ہوں کہ جی آپ نے بالکل میرے حلقة میں ایریکیشن کیلئے ایک اسکیم رکھی ہے۔ آپ شکر گزار رہوں گا۔ اسکے علاوہ PHE میں اگر آپ جائیں گے۔ تو provincial اسیں ایک اسکیم بھی انہوں نے نہیں رکھی ہے کہ پی 39 کو اس طرح کی اسکیمیں دے دیں۔ جام صاحب! آپ بالکل دیکھ لیں میں نے بھی دیکھ لیا ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں اگر کہتے ہیں انصاف۔ انصاف۔ اگر اسی کو انصاف کہتے ہیں تو یہ انصاف ظہور صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ اور یہ برابری بھی آپ کو مبارک ہو۔ اور بار بار ہمیں یہ کہتے ہیں ”کہ ہم نے یہ دے دیا وہ دے دیا“۔ آپ نے جس کو دیا ہے آپ اس سے بات کریں۔ ہمیں جتنا ملا ہے ہم اسکا بھی وہ کرتے ہیں ہمیں جتنا دیا ہے۔ آپ بلوچستان کو دینے والے نہیں ہیں۔ بلوچستان کے عوام خود اپنا دینا، لینا جانتے ہیں۔ آپ بار بار ہمیں اسکا طعنہ نہیں دیں۔ اور اب بات کرتے ہو برابری کی۔ واشک کی کہتے ہو ”کہ جی واشک ڈسٹرکٹ میں ہم نے چچاس کروڑ روپے دیئے“۔ تو آپ یہ بھی دیکھ لیں کہ آپ نے تربت میں کتنا لے گئے؟ آپ نے قلعہ عبداللہ میں کتنے دے دیئے۔ آپ ان چیزوں کو بھی دیکھ لیں نا۔۔۔ (مداغلت۔ شور) آپ بیٹھیں میری بات سنیں آپ کیوں تخت پا ہو رہے ہیں؟ جناب آپ میٹھ جائیں آپ سننے کی قوت اپنے آپ میں پیدا کر لیں۔ اس کے بعد ہنس لیں یا رو لیں جو بھی کریں اس کے بعد کریں۔ ہم صحیح سے سنتے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زہری صاحب! آپ Chair کو address کریں اور بات پوری کریں۔

میریونس عزیز زہری: Chair کو، لیکن ان کو تو بٹھادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بٹھادیے ہیں۔

میریونس عزیز زہری: تو یہ بتیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! ان چیزوں کو جام صاحب سے ایک دفعہ پھر درخواست کروں گا آپ یہ دو تین چیزوں کا میں نے جو بتا دیا، ایک روڑ کا، بخدا! اگر آپ خضدار سے لکھیں گریشہ تک، بسیہہ تک جائیں، اس روڑ کی حالت دیکھ لیں۔ اگر یہ سفر کرنے کے قابل ہے آپ مجھے بتا دیں؟ آپ مجھے نہیں کسی اور کو روانہ کر دیں۔ میں جام صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس روڑ کو میں نے ڈیپارٹمنٹ کو دے دیا تھا اور ڈیپارٹمنٹ کا قصور تو ہو یا نہ ہو، لیکن یہ ہے کہ جس طرح ان کو wash کر دیا گیا۔ ایگیشن کی ایک simple scheme ایک دس لاکھ روپے کا ایک protection بند بھی میرے حلقے میں نہیں ہے۔ تو اس طرح انصاف کہاں سے ہو گا جناب اسپیکر! کیا مجھے یا میرے حلقے میں یا میرے لوگوں کو یا خضدار کے لوگوں کو، وہ بھی بلوچستان کے لوگ ہیں۔ میں نے پہلے بھی بہت ساری چیزوں کی یہاں نشاندہی کی ہے، جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے وہاں کرپشن کے پرانے دور کی بار بار بات ہو رہی ہے کہ جی پرانے دور میں یہ چیزیں ہوئی ہیں۔ میں پرانے دور کی ایک کاپی آپ کے سامنے بھی لے کے آیا ہوں۔ جام صاحب! آپ سے بھی میں نے درخواست کی تھی آپ نے اسی فلور پر وعدہ کیا تھا ”کہ آپ وہ چیزیں لے کے آ جائیں، written میں لے کے آ جائیں“، میں written میں لے کے آیا جناب اسپیکر صاحب! میں نے آپ کو بھی دے دیا اور یہاں فلور پر کمیٹی بنی اور کمیٹی کو مارچ سے لیکر آج تک اُس کمیٹی کو کوئی own نہیں کر رہا ہے۔ کیوں نہیں جا رہی ہے وہ کمیٹی؟ پھر پسیے وہی کرپشن والے لوگوں کو ملے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ”کہ جی! ہم نے تو ایکش میں 32 کروڑ روپے خرچ کئے۔“ میں ملے ہیں اٹھائیں کروڑ روپے۔ باقی چار کروڑ روپے ہمارے جام صاحب ہمارے قرض دار ہیں۔ تو یہ چیزیں ہیں آپ ان چیزوں کو لے کے آئیں۔ جس نے کرپشن کی ہے۔ ”چچلی گورنمنٹ، چچلی گورنمنٹ، چچلی گورنمنٹ“۔ لا اُس چچلی گورنمنٹ کا ریکارڈ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ میں خود لے کے آیا ہے۔ جناب اسپیکر! میں نے آپ کو بھی دے دیا آپ نے کمشنر کو بلا یا اور کمشنر نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔ اُس نے کہا ”کہ مجھے تو اپر سے پریشر ہے، میں نہیں کرتا ہوں“۔ آپ کے سامنے اُس نے withdraw کر لیا۔ اُس کے بعد اس کمیٹی کا کیا بنا کدھر گئی کس کے پاس گئی؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس دن کمشنر آئے ہوئے تھے پھر آپ اُس دن غیر حاضر ہوئے، آپ نہیں آئے تاکہ اُس سے ہم پوچھتے۔

میریونس عزیز زہری: سر! کمیٹی بنانا آپ کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اُس دن نہیں آئے جس دن کمشنر صاحب آئے ہوئے تھے میرے چیمبر میں۔ اور ان سے اسی حوالے سے بات چیت ہوئی ہماری۔

میریونس عزیز زہری: پھر کیا ہو گیا سر! ریکارڈ آپ کے پاس ہے۔ آپ اس میں خدارا! جام صاحب نے خود اسی فلور پر کہا تھا اور وزیر بدلیات صاحب وہ اٹھ کے چلے گئے۔ انہوں نے ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ یہاں وعدہ کیا تھا ”کہ ہم انکو ائری کمیٹی بنائیں گے، جائیں گے، دیکھیں گے“۔ جا کے دیکھ لیں اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں مجھے چھانی پر چڑھادیں اگر نہیں ہے پھر جو انکو بھی میے دے رہے ہیں اور مزید کر پشناخت کرنے کیلئے۔ انہوں نے کہا ”کہ ہم نے بتیں کروڑ روپے ایکشن میں خرچ کیے ہیں۔ ہمیں 28 کروڑ روپے جام صاحب نے دیے اور 4 کروڑ روپے جام صاحب ہمارے قرض دار ہیں“۔ میں جام صاحب کو بھی درخواست کروں گا کہ وہ چار کروڑ روپے ان کو دے دیں تاکہ ان کا بتیں کروڑ کا figure پورا ہو جائے جو کہ انہوں نے خرچ کیے ہیں۔ اس طرح نہیں ہوتا جناب اسپیکر! میں نے کمیٹی اور تمام چیزیں اس فلور پر لے آئی ہیں۔ میں نے کوئی آسمان سے نہیں لے کے آیا۔ میں غلط طریقے سے نہیں لایا ہے۔ میں نے اسی فلور پر لے کے آیا۔ اور کمیٹی مجھے بتا دے کیا کرنا ہے؟ انکو ائری کرنا ہے یا ان کو protection دینا ہے welcome-ٹھیک ہے پھر آئندہ کوئی اگر اس فلور پر بچھلی گورنمنٹ کی بات کی تو پھر ہم بھی اس فلور پر بچھلی گورنمنٹ کی باتیں کرنا کسی کو نہیں دیں گے۔۔۔ (مداخلت) سر! میری یہ جو پیک اکاؤنٹس کمیٹی ہے۔ جناب اسپیکر نے یہاں ایک کمیٹی بنائی ہے۔ بھیج دیں اسکو پیک اکاؤنٹس کمیٹی میں۔ بھیج دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پیک اکاؤنٹس کمیٹی کو بھیج دیں۔ کسی اور کمیٹی کو بھیج دیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو یہ پانچ نہیں سے رورہا ہوں اس پر، ایک دفعہ ہم نے اس کی یہاں نشاندہی کی ہے۔ میں ہر چیز فلور پر لایا۔ اور آپ نے خود جام صاحب سے یہاں کہا تھا۔ ”کہ آپ یہاں پر لے کے آ جائیں، ہم انکو ائری کریں گے۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا“۔ میں اگر جھوٹ بول رہا ہوں اور آئندہ پھر میں اسے میں نہیں آؤں گا۔ نہیں تو میں ان چیزوں کی نشاندہی کر کے آپ کو دکھا دوں گا پھر اگر ان چیزوں پر دوبارہ یہ چیزیں ہوتی ہیں پھر جناب اسپیکر! یہ نا انصافیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ ہم بھی اسی بلوچستان سے ہیں، ہم بھی انہی مظلوم قوموں سے، ہم بھی یہی لوگوں سے ووٹ لے کے آئے ہیں۔ دو تین چیزوں کی جام صاحب میں نے request کی ہے جو ہم نے نشاندہی کی ہے اپنے حلقة کی۔ ان چیزوں کو خدارا! آپ دیکھ لیں بھلے پی ایس ڈی پی کی book آپ اٹھا کے دیکھ لیں۔ یہ چیزیں اگر ہوں تو میں مجرم ہوں۔ یہ دو تین چیزیں ضروری ہیں ہمارے حلقوں کیلئے۔ باقی ہمیں جو ملا ہے جو نہیں ملا ہے کیا ملا ہے۔ کیا ملا ہے ان چیزوں کو دیکھ لیں۔ اور جناب اصغر اچھنی صاحب سے میری گزارش ہے کہ آپ بار بار آپ ایک

ذمہ دار بندہ ہیں۔ آپ باچا خان کے پیر و کار ہیں۔ آپ صمد خان کے پیر و کار ہیں۔ آپ سے ہمیں یہ امید نہیں تھی کہ آپ اٹھ کے ہمیں بُرا بھلا کہیں ”کہ جی ہم نے اپوزیشن کو دیا ہے“۔ اپوزیشن کو کیا دیا ہے؟ میں آپ کی عزت کرتا ہوں کہ آپ باچا خان کے پیر و کار ہیں۔ آپ بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ پچھلی گورنمنٹ نے وہ کیا اور اپوزیشن کو ہم نے یہ دے دیا۔ پچھلے اُس کو نہیں دیا۔ نہیں دے دو بھائی! نہیں دے دواب بھی آپ کے پاس ٹائم ہے آپ کر لیں۔ آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں آپ ایک ایک ذمہ دار بندہ ہیں ہم آپ کی عزت کرتے ہیں آپ باچا خان کے پیر و کار ہیں آپ کا یہاں ایک ریکارڈ ہے۔ اور آپ ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کی عزت بلوچستان میں بھی کی جاتی ہے اور پاکستان میں بھی کی جاتی ہے۔ تو ہم آپ کو اُس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہم آپ سے یہی درخواست کرتے ہیں۔ اور میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وَإِنْ دَعَوْا نَا أَنَّا حَمْدَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ یونس عزیز زہری صاحب۔ مٹھا خان! آپ کو کس نے فلور دیا ہے؟ چلیں جی۔ مٹھا خان صاحب! بات کریں۔

(اس مرحلہ میں محترمہ میلیٰ ترین، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر امور حیوانات و ڈپریٹی ڈولپمنٹ): ڈسم اللہ الرحمٰن الرحيم۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کی پی ایس ڈی پی کے حوالے سے ہم نے تو پی ایس ڈی پی پہنچنیں دیکھی تھی اس دفعہ تو دیکھی۔ جو میں نے سنا ہے کہ بلوچستان کی اچھی پی ایس ڈی پی اس دفعہ پیش ہوئی ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ آپ لوگوں نے درمیان میں بات نہیں کرنی ہے اگر کرنی ہے تو آئندہ کیلئے پھر آپ کو نہیں چھوڑوں گا یہ یاد رکھ لیں۔ میری بات سننی ہے بعد میں جو باتیں کرنا ہے کر لیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان کی بد قدمتی تو یہ ہے جو پچھلا سال گزر گیا، آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے جو سال ضائع ہوا، وہ حکومت میں کبس چل رہا تھا کہ کورٹ میں جو کیس چل رہا تھا یہ کسی کا قصور نہیں تھا۔ یہ اُس بندے کا قصور ہے جس نے یہ کیس لگایا ہے۔ حکومت کا کوئی قصور نہیں تھا حکومت نے پیسے دینے تھے لیکن جس بندے نے کیس کیا ہے عدالت میں انہوں نے ہماری پی ایس ڈی پی پچھلے سال کا ضائع کر دیا۔ اور یہ ریکویٹ میں اس حکومت والوں سے بھی کرتا ہوں اور اپوزیشن والوں سے بھی کہ یہ پی ایس ڈی پی جو ابھی پیش ہوئی ہے اس کو مت چھیرو۔ اگر آپ اس کو چھیرتے ہیں تو آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے لوگ اتنے پیروزگار ہیں، اگر یہ پی ایس ڈی پی عدالت میں چل گئی تو یہ لوگ کہہ رجائیں گے؟ اور میں واضح پیغام عوام کو دیتا ہوں کہ یہ پی ایس ڈی پی جس کے ہاتھ سے خراب ہوئی تو ذمہ دار اور لوگ ہیں۔ اگر اپوزیشن والے ہوں حکومت والے ہوں جس کی ہاتھ سے خراب ہوئی یہ پی ایس ڈی پی تو ذمہ داری اُن لوگوں کی ہے میں عوام کو یہ بھیجا چاہتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہمارے صوبے

میں بالکل کام نہیں ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو کام کیا ہے اس میں اُس نے compromise نہیں کیا ہے، ہمیتھا اور ابوجوکیشن میں وہ سارے ضلعوں کو ایک نظر سے دیکھا ہے۔ جو اسکوں نہیں دیا ہے وہ آپ کو بھی دیا ہے اور جو ڈاکٹر مجھے پانچ لاکھ جو ماہانہ دیتا ہے وہ آپ کو بھی دیا ہے یہ بلوچستان میں پہلی دفعہ نہیں ہوا ہے۔ یہ سب سے بڑا کریڈٹ ہے ہمارے چیف منسٹر کا۔ کہ اُس نے ایک نگاہ سے ساروں کو دیکھا ہے لیکن یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اپوزیشن اور حکومت کا مرکز سے لے کر یہاں تک فرق ہوتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جام صاحب نے آپ کو پیسے دیے ہیں ہونا چاہیے کچھ اور بھی دیا جائے تو خوش ہوں گے۔ اگر تو تھوڑا گزارا ہوتا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ پیسے کی کمی ہے۔ پچھلی حکومت کو جو یاد کرتے ہیں اس لئے یاد نہیں کرتے ہیں کہ پچھلی حکومتوں نے جو کیا ہے وہ اس لئے ہم رکھتے ہیں سامنے کہ وہ اور تبدیلی اور نہ تبدیلی کا فرق یہ ہے کہ پچھلی حکومتوں میں ہمارے گاؤں والا جو ادھر بنہد تھا اس کے فنڈز پستونخوا والے استعمال کر رہے تھے لیکن اس دفعہ الحمد للہ جام صاحب نے اتنا کیا ہے کہ آپ کو ہر ضلع میں یاد کیا ہے اچھے طریقے سے اور ہر بندے کو اسکوں بھی دیا ہے ہمیتال بھی دیا ہے فنڈ بھی دیا ہے۔ لیکن اگر ہم ہر چیز چھیڑتے ہیں۔ حکومت اور اپوزیشن کا فرق ہر وقت ہوتا ہے۔ یہ پی ایس ڈی پی اس دفعہ نہیں چھیڑنا ہے انشاء اللہ اس دفعہ بہت اچھے پیسے آئے ہوئے ہیں اگلے سال تک لوگوں کا گزارا ہو جائیگا۔ بعد میں جب انشاء اللہ دوسرا پی ایس ڈی پی آ جاتی ہے ہم جام صاحب کو ابھی ریکوئیٹ کرتے ہیں کہ اس کو اچھا حصہ دینا ہے اس دفعہ تو آپ نے کم دیا ہے دوسرا دفعہ آپ نے صحیح حصہ دینا ہے۔ آخری بات میری یہ ہے آپ کا زیادہ ثانیم نہیں لوں گا۔ شاء صاحب بھی بار بار کہتے ہیں جام صاحب بھی بار بار کہتے ہیں کہ ہمارا لائیو اسٹاک اتنا اچھا ہے یا فلاں ہے۔ نہ جام صاحب نے اچھی نگاہ سے دیکھا ہے نہ آپ نے۔ میں نے دوبارہ بنایا ہے اگر لائیو اسٹاک کیلئے پیسے دیتے ہیں تو اسکو پاس کرو گے۔ یہ کاغذ ہے اگر دینا ہے تو میں لائیو اسٹاک کو فعال کرنا چاہتا ہوں۔ میں کوشش کر رہا ہوں اگر نہیں دیتا ہے پھر میں اپوزیشن کی مانتا ہوں نہ حکومت کی۔ یہ پاس کرتے ہیں نہیں کرتے ہیں جام صاحب؟ بس پاس ہے، مہربانی۔

اپوزیشن کی بھی مہربانی آپ کی بھی مہربانی۔ السلام علیکم۔

میڈم چیئرمیٹر پرسن: پاس کرو۔ پاس ہو گیا۔ جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: الحمد للہ 20-2019ء کا بجٹ پیش ہوا ہے اس پر اس ذمہ دار فورم میں بحث جاری ہے کوئی اس کی خامی پر کوئی اس کی خوبی پر بات کر رہے ہیں محترمہ چیئرمیٹر پرسن صاحبہ! اس میں کوئی شک نہیں ہے بجٹ بناتے وقت ہمیشہ صوبے کی پسمندگی کو دیکھا جاتا ہے اور صوبے کی آبادی کو مد نظر رکھ کر میرے خیال میں اس دفعہ جو بجٹ پیش ہوا ہے اس میں ایک مشکل ضرور ہے جو کہ زیادہ آبادی والے اضلاع ہیں ان کو کم پیسے ملے ہیں جو کم آبادی

والے اصلاح ہیں ان کو زیادہ پیسے ملے ہیں اور اسی طرح اس بجٹ میں ہمارے ٹریڑری پنج والے تو یہ فرمار ہے ہیں کہ ہم نے بے روزگار نوجوان کے لئے بہت کچھ کیا ہے میں نے پہلے بھی اس پربات کی ہے کہ بلوچستان کی کل آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ ہے اور اس میں شاید بیس لاکھ ہمارے نوجوان پیر و زگار ہو گے لیکن اگر یہ حکومت سنجیدہ اس کے لئے کوئی پلان بناتی ہے اتنی بڑی آبادی نہیں ہے میں نے پہلے بھی اس فور پربات کی کہ اللہ رب ذوالجلال نے ہمیں اس بلوچستان کو بہت سارے خزانوں سے مالا مال رکھا ہے آپ کے وڈھ سے لیکر ژوب تک جتنے بھی ہمارے پہاڑ ہیں ان میں ہر قسم کی minerals ہیں اگر اس طرح کا سنجیدہ ایک پلان بنادے کہ وہاں protectable resources بنادے وہاں بجلی دے mines کے حوالے سے جو سامان کی ضرورت ہے ان کو حکومت وقت provide کر دے اس کو raising کے بعد اس کو واپس جمع بھی کرو سکتے ہیں میرے خیال میں صرف mineral پر آپ کام کریں آپ کے بلوچستان کے تمام بے روزگار نوجوان ہیں پا روزگار ہو جائیں گے۔ آپ کی حکومت کو بھی پیسے آئیں گے۔ آج بلوچستان میں بدامنی کی بات ہو رہی ہے میرے خیال میں ہمارے اکثر نوجوان بے روزگار ہیں ڈگریاں آپ کے سامنے آسمبلی کے سامنے جلا رہے ہیں انہوں نے پندرہ، سولہ سال جو محنت کی ان کے لئے آج کچھ نہیں ہو رہا ہے دس ہزار یا پانچ ہزار پوسٹ create کرنے سے ہمارے پیر و زگار نوجوانوں کا مسئلہ حل نہیں ہوتا پچھلے پانچ دس سالوں سے یہ مشکل آرہی ہے کہ ہمارے ٹیسٹ اسٹریو یو زنہیں ہو رہے ہیں آپ بتا دیں حکومت یہاں figure رکھ لے کہ ان پانچ دس سالوں میں کتنے پیر و زگاروں کو روزگار ملا ہے۔ میرے خیال میں تسلسل اب تک جاری ہے آئندہ پانچ سال تک بھی میرے خیال میں پانچ ہزار بندوں کو روزگار نہیں مل سکتا۔ تو براہ مہربانی اپنے نوجوانوں کا لحاظ رکھیں ان کے روزگار کا بندوبست کریں ورنہ ہمارے یہ نوجوان آج پھر ہمارے روڑوں پر دن دہاڑے ڈکیتیاں کریں گے پھر آپ اس کو کنٹرول کر سکیں گے؟ تو جام صاحب کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ اپنے پیر و زگار نوجوانوں کے لئے اگر وہ ایک سنجیدہ سوچ mines and minerals کے حوالے سے plan بنادیں میرے خیال میں بہت سارے نوجوانوں کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ دوسرا یہ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بھی ایک حلقے سے منتخب ہوا ہوں اور ہم صرف اختلاف برائے اختلاف نہیں کرنا چاہتے جو بھی کام ہیں اگر وہ اپنے کام ہیں ہم اس کو appreciate کرتے ہیں جہاں تک بار بار ہمیں ہمارے ٹریڑری پنج کے ساتھی کہ پشین میں ایک لاکھ بیس ہزار گرڈ اسٹریشن رکھا ہے ہماری ایک تحصیل ہے برشور جو کہ اٹھارہ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے ایک ہی نیڈر سے اس پوری تحصیل کو ہم چلا رہے ہیں یقین جانیں 48 گھنٹوں میں ہمارے اکثر حلقے ایسے ہیں کہ ایک یا دو گھنٹے بجلی مل رہی ہے تو جام صاحب کی خدمت میں گزارش کی ہم اس سے پہلے ایک exercise کی کہ فیڈرل گورنمنٹ سے ہم اس کو منظور کروادیں لیکن

چونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس اسکیم کو شامل نہیں کیا اپنے پی ایس ڈی پی میں، تو جام صاحب کی خدمت میں ہم حاضر ہوئے ان کی مہربانی ہے کہ اس نے اس اسکیم کو پی ایس ڈی پی میں شامل کی ہے لیکن آپ خود اندازہ لگائیں میرے خیال میں 62 کروڑ 80 لاکھ کی لაگت آئیں گی صرف ایلوکیشن میں پانچ کروڑ رکھے ہیں۔ میں نے جام صاحب سے گزارش کی تھی کہ کم از کم اتنے رکھیں کہ کم از کم دوساروں میں یہ گرڈ اسٹیشن مکمل ہو جائے۔ تو آج جام صاحب کی خدمت میں ایک بار پھر گزارش ہے انتہائی دیرینہ مسئلہ پوری تحریک برشوتاری کی میں ڈوبی ہوئی ہے تو kindly اگر اس location کو بڑھایا جائے کم از کم دوساروں میں تو اس کو مکمل کروادے دیں تاکہ یہ پھر تھیات آپ کے لئے دعا گور ہیں۔ جس علاقے سے میرا تعلق ہے سردی کے موسم میں جو برقراری ہوئی ہے اور اسی طرح بارشیں ہوئی ہیں آج تک ہمارے راستے بند ہیں ایسے علاقے اب بھی ہیں کہ کل میں نے گرڈ اسٹیشن میں ہے ان کو راستے بنانے کے حوالے سے یعنی ہماری اس پوری تحریک میں ہمارے راستے کچے ہیں ان کی مہربانی ہے کہ ایک روڈ تو رکھی ہے جس کے لئے سات کروڑ ایلوکیشن بھی رکھے ہیں لیکن سوکلومیٹر کے لگ بھگ جس کی تقریباً ساٹھ کلومیٹر نے گزرنہ ہے اور اپنی آبادی وہاں جوز راعت کے جتنے بھی سبب ہیں ان کو مارکیٹ تک پہنچانا ہے لیکن سوکلومیٹر میں صرف انہار کلومیٹر اس کی روڈ رکھی ہے اُس کی مہربانی ہے ہم appreciate کرتے ہیں لیکن ایلوکیشن پھر 7 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ میرے حلقوں میں اس طرح کی ایک روڈ ہے جو کہ 2003ء اور 2004ء کی ایک اسکیم ہے صرف بتیں کلومیٹر ہے آج 2019ء گزر رہا ہے میں میں ہم داخل ہو رہے ہیں بجٹ کے لیکن ہماری وہ بتیں کلومیٹر روڈ ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہے اس علاقے کو ہمیشہ پسمندہ رکھا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے جس خاندان نے اور جس شخص نے ان علاقوں کو پسمندہ رکھا ہے آج میں انتہائی ادب کے ساتھ وہاں اب بھی BAP پارٹی کا گمبر ہے BAP پارٹی کے ٹکٹ پر اس نے ایکشن لڑا ہے اور آج یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ یہ گرڈ اسٹیشن جام صاحب نے ہمیں تھے میں دیا ہے اور انشاء اللہ میں اس کا افتتاح کرونا گا افتتاح جو بھی کرتا ہے کرئے ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن گرڈ اسٹیشن کو کم از کم مکمل ہونے میں اگر یہ پانچ سال پانچ کروڑ کی لوکیشن پر رکھیں گے تو میرے خیال میں بیس سال لگیں گے ہمارے اس گرڈ اسٹیشن پر تو براہ مہربانی کم از کم حکومتی پیچوں پر اگر ہمیں یہ طفہ دیئے جاتے ہیں کہ ہم نے آپ کو گرید اسٹیشن دیا ہے ہم appreciate کرتے ہیں مانتے بھی ہیں۔ سردار صاحب سے بھی میں نے کہا تھا لیکن اگر وہ ساٹھ کروڑ کا ایک گرید اسٹیشن ہے تو پانچ کروڑ ہم سالانہ رکھے تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ پھر کتنے سال لگیں گے اسی طرح ایلوکیشن کے حوالے سے ہمارے اکثر اس علاقے میں اس طرح کی زمین ہے کہ لوگ ندی نالیوں پر اپنی مدد آپ کے تحت زمینیں بناتے ہیں ان پر اپنے درخت اگاتے ہیں اس سے اپنا روزگار چلاتے ہیں۔ ہم سفارش

flood protection کی تاکہ ان کی معاونت ہوان کو روزگار دلانے میں لیکن اس flood protection میں ہماری کوئی مدد نہیں کی ہے اسی طرح میرے خیال میں بجٹ کے اکثر پیسے اپنی وزارتوں کو نوازنے کے لئے block allocation میں بہت سارے پیسے رکھے گئے ہیں۔ اور ایکیشن جیسا حساس ڈیپارٹمنٹ کے بھی بہت سارے پیسے۔۔۔

محترمہ چیئرپرنس: اذاں ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذاں مغرب)

محترمہ بشری رند: چیئرپرنس صاحبہ! نماز کے لئے وقفہ کر دیں۔

محترمہ چیئرپرنس: اب نماز کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اجلاس 7 بجکر 05 منٹ پر نماز مغرب کے لئے ماتوی کیا گیا)

(اجلاس دوبارہ شام 7 بجکر 20 منٹ پر سردار بامداد خان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر کی صدارت شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم۔ جی عبد الواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبد الواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب! شکریہ میں نے برشور توبہ کا کڑی روڈ کے بارے میں کئی بار جام صاحب کو گوش گزار کرایا ہوں کہ اس روڈ کو مکمل کرنے کے لیے تمام ایلوکیشن رکھیں تاکہ اس سال کم از کم یہ کام تو مکمل ہو سکیں جس طرح میں نے نشاندہی کی 04-2003ء کی ایک اسکیم ہم نے جو کھی ہے تو برشور توبہ کا کڑی کی جو روڈ ہے 04-2003ء کی 32 کلومیٹر ہے وہ ابھی تک 2019ء میں مکمل نہیں ہو چکے ہیں اور اسی طرح روڈ ملازی ایک زرعی علاقہ ہے۔ پھر ایک سال مکمل رہا کہ ٹینڈر انکا ہو نہیں سکا۔ پھر اللہ اللہ کر کے ہم نے اس کا ٹینڈر کروایا۔ اور ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا ایلوکیشن انتہائی کم ہونے کی وجہ سے نوسال مسلسل یہ کام بندراہا ڈائیوریشن تو بنا دی گئی وہاں کا اصل پورے اسیا میں سب کے باغات ہیں ظاہر ہے کہ وہ ڈائیوریشن بنائیں گے لوگوں کے لاکھوں روپے کے نقصانات ہوئے پھر پچھلے سال جب ہم یہ کام شروع کر دیا ٹھیکیدار سے مشکل یہ پیدا ہو گئی کہ جب یہ حکومت بنی ایک منی بجٹ لایا جس میں اس روڈ کو پھر PSDP سے نکالا چھ مہینے کی مسلسل محنت کے بعد بمشکل پھر ہم اس میں کامیاب ہو گئے کہ فیڈرل PSDP میں اس اسکیم کو شامل کیا گیا۔ تو غدار حکومت وقت، ACS بیٹھے ہیں فیڈرل حکومت نے جو پیسے رکھے ہیں وہ تو ان کا حصہ ہیں آدھے پیسے فیڈرل گورنمنٹ نے دینے ہیں آدھے صوبائی گورنمنٹ نے دینے ہیں تو کم از کم ہماری حکومت سے گزارش یہ ہے کہ نوسال سے ہم نے ان بیچاروں کو روکایا ہے ان کے لاکھوں روپے کے نقصانات ہو گئے اب اسکے بعد چاہیے کہ سیزنا سے پہلے کم از کم جو آبادی والا ایریا علاقہ ہے ان

کوتا مکمل ہونا چاہیے تاکہ مزید یہ لوگ نقصانات سے بچیں۔ آج ہی لوگ اتنے تگ آگئے تھے کیا کہیں NHO کو بند کیا ہوا تھا پھر مٹھا خان صاحب گئے ان کے ساتھ وعدہ کیا۔ تو جام صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا ان بیچاروں کو اس مشکل سے نکالنے کے لیے اس سال کم از کم آبادی والے ایریا کو جو کہ میرے خیال highlight میں 40 گلو میٹر بنتا ہے اس کو تو کم از کم مکمل ہونا چاہیے۔ اسی طرح جناب والا! ماں اور منزل کے حوالے سے جو کہ میں نے ایک بات کی اگر واقعی آپ لوگ نوجوانوں کو روزگار دینے میں سنجیدہ ہیں۔ تو بلوچستان میں بہت سارے موقع ہیں لیکن غلط روشن کی بنیاد پر جہاں مائنگ کی اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ لوگ آپس میں لڑ بیٹھے ایک دوسرے کے ساتھ قبضے کروار ہے ہیں باوجود اسکے کہ اس کے لیے واضح پالیسی موجود ہے بلوچستان ہائی کورٹ کا فیصلہ بھی موجود ہے کہ جو لوگ قبضہ گریا مقامی انجمن کے نام پر یہ الٹمنٹ کیا جائے اسی طرح ایک کیس ہمارے زیارت کے کچھ میں بھی ہوا ہے نائب تحصیلدار نے ایک اشتہار لگایا تھا دسمبر 2017ء میں کعوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس میں کسی نے application جمع کی ہے، وہ کوئی کے لیے الٹمنٹ کرنا چاہیں تو خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے محترم سجنری صاحب جو کہ اس وقت ایوان بالا کے چیئرمین ہیں ان کا کوئی میرے خیال میں کوئی بھائی ہے اس نے apply کی جبکہ مقامی لوگوں نے، چونکہ اشتہار بھی دیا گیا کہ 15 دنوں میں اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ اس میں اعتراض جمع کر سکتا ہے تو 10 دن کے اندر اندر ایک نہیں دو نہیں چھ، آٹھ بندوں نے اس میں اپنا اعتراض جمع کیا تھا کہ جو کہ ہم نے 2018ء میں نیو گلزار کوں مائنگ کچ کے حوالے سے لوگوں نے اطلاع بھی کی تھی اور اس میں اپنی درخواستیں جمع کی تھیں جو کہ مقامی ایک کمپنی ہے مائزکی۔ لیکن اس کے باوجود ان اعتراضوں کو جو مقامی لوگوں نے کیا ہے بالا طلاق رکھ کر ڈی سی نے ان لوگوں کو NOC دیا ہے۔ اب اگر اندازہ لگایا جائے کہ سجنری صاحب والبند میں سے آ کر زیارت میں کچ جو کہ ایک چھوٹا سا ایریا ہے اس پر وہ NOC لے رہے ہیں اس لیے کہ وہ چیئرمین ہیں ایوان بالا کے۔ تو غریبوں کے لیے کم از کم یہ موقع نہ ضائع کریں آج وہ بیچارے اعتراض بھی کیے ہوئے ہیں اس کے لیے سب سے پہلے application ان لوگوں نے جمع کی ہے شاہینور محمد مڑھ صاحب کو بھی اس چیز کا علم ہو۔ اس کے لیے ڈی سی سے کہا تھا کہ چونکہ پالیسی ہائی کورٹ کی بھی یہی ہے گورنمنٹ کی بھی یہی ہے کہ آپ مقامی لوگوں کو الٹمنٹ کریں۔ ایکٹ میں بھی یہی ہے تو براہ کرم آپ کے توسط سے ہم متعلقہ ڈی سی کو یا کمشنر صاحب کو جو کیس اب کمشنر صاحب کو کیا ہے ان کو ہم یہ کہتے ہیں کہ مقامی لوگوں کو کم از کم یہ الٹمنٹ کیا جائے تاکہ لوگوں کی بے چینی ختم ہو جائے۔ تو اسی طرح جناب والا! میں نے پہلے کہا تھا کہ میرے حلقة میں اس وقت جو کہ سردی کا جو موسم تھا برف پڑی تھی اور بارشیں ہوئی تھیں آج تک لوگ بند ہیں آج میں نے ایک گریڈر کا بندوبست کیا تاکہ ہم ان کو۔۔۔ تو اس

سیر آب اب 15 کلومیٹر یا 10 کلومیٹر روڈ دینا ہمارے فناں منستر صاحب بیٹھے ہیں ہمارے اصغر خان بھی تھے کہ بہت اچھا ہے کہ یہ اپوزیشن ہے چونکہ وہ حزب اختلاف ہے لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حلقے میں جس خاندان کا قبضہ تھا پورے 40 سال حکمران رہے ہیں اور وہ بندہ اس وفعہ BAP پارٹی سے ٹکٹ لے کر ایکشن ٹرائے ہے ایک تو اس علاقے کو کس نے پہمانگی میں رکھا ہے اب جب ہم نے تھوڑا بہت اس کو ڈویلپ کرنا شروع کر دیا PSDP میں یہ اسکیم شامل ہوئی ہے وہ ابھی سے فیس بک پر بھی چلا رہا ہے کہ میں نے جام صاحب کو لانا ہے میں نے اپنے پیسے جام صاحب کو دیا ہے کہا سے دیا اس کا ہمیں پتہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے پیسے کہاں دیئے جام صاحب کو۔ تو جام صاحب کی خدمت میں اگر ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھ رہے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی حلقے سے منتخب نہیں ہوا ہے، بیشک اپنے دوستوں کے احسان ہیں اپنے پارٹی ورکروں کا احسان ہے جو کرنا چاہتا ہے کہ لیں ہم اس کا ہم ہاتھ نہیں روکتے لیکن ہماری اسکیموں کو جو کہ اسمبلی کے فلور پر ہمیں کہتے ہیں کہ ہم کو اور پھر جب جا کر ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے اپنے ساتھی وہ کبھی کہتے ہیں کہ ہم نے ابھی گرد اسٹیشن کا افتتاح کرنا ہے۔ پانچ کروڑ روپے رکھے ہیں 65 کروڑ کے ہیں بارہ، تیرہ سال میں یہ مکمل ہو جائیگا تو اس حوالے سے میں فناں منستر سے یہ نہیں کہتا کہ ہم پہلے کہا تھا کہ جو اچھائیاں ہمارے ساتھ کی ہیں ہم اس کو appreciate کرتے ہیں یہ proposal ہم آپ کو دکھا دیں گے کہ اس فندیار کی کوئی یہاں proposal نہیں ہے میں نے proposal بنائی ہے بالکل گورنمنٹ تک بھی میں نے پہنچایا ہے اور جام صاحب تک بھی میں نے PC-1 with consent paper میں نے پہنچایا ہے کسی اور نہیں پہنچایا ہے وہ محنت کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دمڑ صاحب آپ بیٹھ کربات نہ کریں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اور الحمد للہ ہم کم از کم یہ وضاحت کرتے ہیں ہم جو منتخب ہو کر آئے ہیں ایک پیسے بھی ہم نے خرچ نہیں کیا ہے سارے ہمارے حلقے کے عوام نے پیسے خرچ کیے ہیں ہمارے لیے۔ جس طرح یہاں کہتے ہیں کہ میں نے، وہ ان کے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے 30 کروڑ 32 کروڑ روپے خرچ کیئے ہیں۔ جام صاحب نے ہمیں 28 کروڑ روپے دیے جبکہ 4 کروڑ اب بھی ہمارے باقی ہیں میں نے کوئی پیسی خرچ نہیں کیا ہے۔ سارے پیسے ہمارے حلقے والوں نے خرچ کیے ہیں۔ ہمارا کوئی ادھار نہیں ہے جو پیسے میں گے انشاء اللہ وہ ground پر ہم استعمال کریں گے تاکہ عوام کو فائدہ ملے۔ ہماری وضاحت ہے کہ انتخابات پر ہمارا کوئی خرچ نہیں ہوا ہے۔ تو انشاء اللہ ہم اس کا اعتماد دیتے ہیں کہ جو پیسے ہمیں پیسے ملے ہیں وہ عوام کی خدمت کے لئے خرچ ہوں گے 16 کروڑ روپے ملے ہیں وہ بھی ہم نے اجتماعی اسکیمات کے لیے رکھی ہیں کوئی individual case کے لیے

ہم نے کوئی بھی رقم نہیں رکھی ہے۔ لیکن ہمارے اس پورے حلے میں، ہم نے جو ابجوکیشن کے حوالے سے جو سفارشات کی تھیں، آپ گریڈیشن کے لیے کوئی اسکول آپ گریڈ نہیں ہوا ہے۔ ہم نے آراتیج سی توہ کا کڑی کے لیے سفارش کی تھی۔ وہ نہیں ہوا ہے جو کہ بنیادی مسئلہ ہے اب چھ سات یونین کونسلوں پر مشتمل ایک علاقہ ہے اس کے حوالے میں ہم نے چونکہ انتظامی حوالے سے کیونکہ پورے تقریباً 800 کلو میٹر بارڈر پر پڑی ہیں۔ تو جام صاحب سے میں نے سفارش کی تھی۔ پورا کیس میں نے مکمل کر کے رکھ دیا تھا کہ اس کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔ اُس کی بھی ہم گزارش کرتے ہیں کہ نور محمد صاحب بھی ہمارے معاون بنیں فانس منستر صاحب میرے خیال میں فانس سیکرٹری کے پاس وہ کیس پڑا ہو گا اس کے لیے گزارش ہے کہ اگر اس علاقے کو ہم نے پسمندگی سے نکالنا ہے یا اس کو ہم نے کم از کم آپ کی اس ترقی کے اس میں شامل کرنا ہے تو کم از کم اس کو تحصیل declare کیا جائے تاکہ اس کی تمام تر انتظامات ایک اپنی حیثیت ان کو اپنی حیثیت ملے۔ تو ایک بار پھر میں جام صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس پسمندہ علاقے کی ہماری سفارش مانی گرڈ اسٹیشن دیا اس اضافے کے ساتھ allocation چونکہ کم ہے اسکو بڑھایا جائے تاکہ کم از کم دو سال میں یہ گرڈ اسٹیشن مکمل ہو۔ اسی طرح جو روڈز کے حوالے سے ہم نے سفارشات کیے انتہائی پسمندہ علاقہ ہے آپ لوگوں کو بھی ہم لے جائیں گے نور محمد دمڑ صاحب نے اس علاقے کو دیکھا ہو گا۔ یقین جانیں کہ اس وقت بھی اگر ہم بالکل بارڈر پر پڑیں افغانستان کے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا افغانستان چونکہ پنیتیس چالیس سال سے جنگ زده ملک ہے ہمارا علاقہ تحصیل برشور کا اسی طرح لگتا ہے ہم نے تحصیل کمپلیکس کے لیے سفارش کی 30 سال پر اپنی تحصیل لیکن آج تک ہماری اس تحصیل میں نہ اسی کا دفتر ہے نہ تحصیلدار کا نہ پتوارخانہ کی کوئی حیثیت ہے تو اس حوالے سے ہم نے سفارش کی تھی کہ ہمارا بنیادی مسئلہ ہے، ہماری تحصیل کیلئے کمپلیکس بنا کر دی جائے تاکہ ہمارے تمام آفیسرز۔ آفیسرز موجود ہیں سارے پیشین میں بیٹھتے ہیں برشور کوئی نہیں جاتا۔ وہاں چونکہ نہ ان کے آفس ہیں نہ رہائش کا کوئی بندوبست ہے۔ تو اس بنیادی مسئلے کو ہم نے highlight کیا تھا جام صاحب کے سامنے اس پر ہماری consent paper بھی بنا ایں تھے پی سی ون بھی بنا یا تھا department through آیا تھا تو کم از کم ہماری اس اسکیم کو شامل کیا جائے اس پر زیادہ پیسے بھی خرچ نہیں ہوتے ہیں میرے خیال میں کوئی 3 کروڑ روپے اس نے رکھے ہیں kindly as کی بھی منظوری دی جائے تاکہ ہمارے عوام کا مسئلہ حل ہو جائے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب! آپ نے بحث کے حوالے سے بہت اچھی بات کہی۔ مگصی شام لعل لاسی صاحب۔

مگصی شام لعل لاسی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ اس سال 2019ء کا بجٹ اسٹبلی میں پیش ہوا

ہے، جس میں اپوزیشن کے ممبر ان جو minority سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو مکمل نظر انداز کیا گیا ہے۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں بار بار یہ ان کو یاد بانی کرنی پڑ رہی ہے کہ ہمارے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں کیا جا رہا ہے۔ جبکہ حلقة سے جو ممبر منتخب ہو کر آتا ہے اس کا ایک محدود حلقة ہوتا ہے۔ اور minority کا دیکھا جائے تو پورا بلوچستان ہوتا ہے مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے تو یہ کیوں؟ جبکہ ٹریئری پنچ کوار بول اور کروڑوں کی مدد میں فائدہ زدیے گئے اور ہمیں بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا مطلب نہ دینے کے برابر ہمیں رکھا گیا تو اس پر میں نے ہمیشہ احتجاج بھی کیا ہے کہ یہ زیادتی ہمارے ساتھ کرتے رہے ہیں تو یہ زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ تو اس لیے میں جام صاحب سے اور وزیر خزانہ صاحب سے ایک request کروں گا کہ وہ صرف ٹریئری پنچ کو نہیں دیکھیں کیونکہ ہمارے بھی پلک ہے ہمارے ساتھ بھی لوگ ہیں جو در بدر ہیں جو لوگوں کے مسائل ہیں نہ لوگوں کے کام ہوتے ہیں تو اس کو بالکل ایک طرف کیا گیا ہے تو یہ بہت ہی بڑی زیادتی ہے کیونکہ ظاہر ہے میں جتنا بھی بولوں ہمیں پڑتے ہے کہ یہاں اثر تو ہونا نہیں ہے ہمارے لیے۔ مگر میں آپ کے توسط سے request کرتا ہوں جام صاحب سے، وزیر خزانہ صاحب سے کہ اس چیز کو آپ تھوڑا دیکھیں کہ صرف one-sided نہیں چلیں کیونکہ ہمارے بھی پلک ہے صرف ایک پارٹی کی BAP کی اقلیتی برادری BAP سے تعلق نہیں رکھتی ہے جبکہ وہ سب ٹوٹل مطلب پورا بلوچستان اس میں سے BNP ہے، جمعیت ہے، ہم لوگ کہاں جائیں گے اگر آپ اپنے لوگوں کو صرف نوازتے رہیں گے تو ہم لوگوں کے لیے کیا کریں گے ہمیں اسمبلی میں کیوں اس طرح خوار کیا جاتا ہے؟ تو یہ ایسا کہاں پورے پاکستان میں بھی اس طرح نہیں ہو رہا ہے نہ کسی دنیا میں ہو رہا ہے جس طرح ہم لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ تو اس لیے مہربانی کر کے مجھے زیادہ بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے تو میں request کرتا ہوں کہ اس پر نظر ثانی کریں۔ اور minority کے لیے ہمیں اس پر کچھ دیں حتیٰ کہ ایسا ہوا کہ ہم لوگوں کی شاید کچھ تباہی ہوں گی۔ اس کو بھی کنگ کی گئی ہو گئی تو بالکل ایک انتہا ہے دوسرا میں چھوٹی سی عرض آپ سے یہ کروں گا اس سے ہٹ کر دوسرا بجٹ تو اپنی جگہ پر مہربانی کر کے یہ جو اسمبلی میں جس کرسی پر ہم بیٹھے ہیں وہ جب ڈنڈے لگے ہوئے ہیں انکو ذرا ہٹا دیں کیونکہ ہم تھوڑا آنے جانے میں کچھ لکھنے پڑھنے کے لیے کچھ کام کر سکیں بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مکھی شام لعل صاحب۔ میرے خیال سے آج کے لیے اتنا کافی ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 25 جون 2019ء بوقت شام 4 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 08 بجکر 38 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)